جامعہ مدنیہ کے گل ہائے رنگ و بو کا گلدستہ

مجلّہ انوارِ مدینہ کراچی

مدیر مسئول

استاذ الحدیث حضرت مولانا نعیم احمد صاحب مدظلہ

نائب مدیر

استاذ الحدیث حضرت مولانا حبیب احمد قریشی صاحب مدظلہ

ترتیب و تزئین

مولوی لقمان بن خالد
(درجہ دورۂ حدیث)

کمپوزنگ

فیصل احمد

ناشر: جامعہ مدنیہ بلاک آئی شمالی ناظم آباد، کراچی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آئینہ ترتیب

پیش لفظ..............استاذ الحدیث حضرت مولانا مصطفیٰ حسین صاحب...... ۳
آخرت کو اختیار کیجئے......خدارا!......استاذ الحدیث حضرت مولانا نعیم احمد صاحب...... ۵
دورۂ حدیث کے طلباء سے چند باتیں......استاذ الحدیث حضرت مولانا حبیب صاحب...... ۷
مسافر راہِ حق..............استاذ احدیث حضرت مولانا مصطفیٰ حسین صاحب...... ۱۱
ان کے دربار میں میری حاضری کیسے ہوگی؟......استاذ الحدیث حضرت مولانا مسعود محمود صاحب...... ۱۸
بیرون ممالک کا سفر..............حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الباسط صاحب...... ۲۰
حفاظ ایجوکیشن سسٹم پاکستان..............حضرت مولانا امتیاز صاحب...... ۲۲
جامعہ کے شیخ الحدیث..............مولوی محمد دانیال (درجہ دورۂ حدیث)...... ۲۵
جامعہ مدنیہ کے روشن ستارے (حصۂ دوم)..............محمد اسحٰق (درجہ سابعہ)...... ۲۷
باغ مدنیہ کے باغبان اوّل..............اشفاق خان یوسف زئی (درجہ سادسہ)...... ۳۶
درسِ نظامی (مختصر تعارف)..............مولوی سہیل عامر (درجہ دورۂ حدیث)...... ۴۱
دعوت دین کے قرآنی اصول..............مولوی لقمان بن خالد (درجہ دورۂ حدیث)...... ۴۳
روحانی اسباب رزق..............مولوی محمد اسجد (درجہ دورۂ حدیث)...... ۴۵
عمل وانعام ساتھ ساتھ......مولوی ذاکر اللہ بن بہادر خان (درجہ دورۂ حدیث)...... ۴۸
متاعِ طالب علم..............محمد اعظم معاویہ (درجہ خامسہ)...... ۵۰
بھائیوں کے چار دلائل..............محمد انس (درجہ ثالثہ)...... ۵۲
علم زندگی بھر کا روگ ہے..............محمد خزیمہ (درجہ ثالثہ)...... ۵۶
اقوالِ زرّیں..............مولوی محمد حارث (درجہ دورۂ حدیث)...... ۵۸
سند فراغت پانے والو..........(نظم)..............لقمان بن خالد...... ۶۰
الوداع دوست!..........(نظم)..............لقمان بن خالد...... ۶۱
فضلاء کرام کے نام.............................. ۶۲

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پیش لفظ

استاذالحدیث حضرت مولانا مصطفٰی حسین صاحب

میرے مکرم احباب اور عزیز طلباء!

جامعہ مدنیہ کا سالانہ مجلہ ''انوارِ مدنیہ'' پھر آپ کے ہاتھوں میں ہے، لکھنے والوں نے بڑی عرق ریزی سے حرف حرف جمع کر کے اسے مرتب کیا ہے۔ یہ تمام احباب ستائش اور مبارک باد کے مستحق ہیں، ان میں بالخصوص مولوی لقمان بن خالد سلمہ جو اس رسالے کے محرک بھی رہے اور اوّل تا آخر تمام مراحل میں روح رواں کے طور پر پیش پیش رہے، داد و تحسین کے حق دار ہیں۔ ہم مولانا سیّد سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی زبان میں اتنا کہیں گے کہ رب کریم پڑھنے والوں کو:

''دل دانا، دل بینا، دل شنوا دیدے''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں غیر معمولی تاخیر سے تشریف لائے، بعد الصلوٰۃ وجہ تاخیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تجلیات ربانی کا وفور تھا تو رب ذی الجلال نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: ''مانگ!...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے من جملہ اور دعاؤں کے یہ دعا بھی فرمائی:

اِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُون۔

جب آپ کسی قوم میں گمراہی ڈالنے کا ارادہ کرے تو مجھے بغیر گمراہی کے اٹھا لیجئے۔

ہمیں اس پرفتن دور میں اس دعا کی حاجت بے حد ہے اور یہ کہنا محتاج دلیل نہیں ہوگا کہ ان فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ مادّیت کا ہے۔

ایک دور تھا کہ خواص امت، علماء کرام ایک جگہ بیٹھے ہوتے اور بادشاہوں اور حاکموں کو منہ نہ لگاتے۔ شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام اپنے وقت کے بہت بڑے شافعی عالم تھے، بادشاہ وقت ان سے کسی بات پر ناراض ہوگیا مگر بعد میں اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ اب بادشاہ تو بادشاہ ہی ہوتے ہیں، معافی مانگنے میں اپنی سبکی محسوس ہو رہی تھی، تو بادشاہ نے شیخ کو پیغام بھجوایا کہ آ کر میری دستِ بوسی کرلیں، بات رفع دفع ہوجائے گی۔ شیخ کا جواب تاریخ میں محفوظ ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لا أرضی أن یقبل یدیّ فضلا عن أن آقبل یدہ۔

جاہ وحشم سے بے رغبتی کی......تو لوگوں میں ایمان تازہ ہوجایا کرتا تھا اور قوتِ مقابلہ ابھر آتی تھی۔

خواص امت علماء کرام کے لئے صرف حیات وحرکت ہی کافی نہیں بلکہ حرارت بھی ضروری ہے اور حرارت کہاں سے پیدا ہوتی ہے۔ دعا اور مناجات سے، توکل سے، اللہ کے راستے میں مجاہدہ سے۔

ضرورت اس کی بات ہے کہ یہ امت کے خواص اپنی خصوصیات کے ساتھ باقی رہے، ان میں حرارت رہے، کوئی ان پر تہمت نہ لگا سکے کہ یہ بک گئے، ہزار تہمتیں سہی فلاں کے علم میں کمی ہے، فلاں چیز نہیں بتائی، لیکن یہ ہے کہ بک گئے یہ تہمت نہ لگائی جا سکے۔ درو دیوار سے آواز آئے کہ یہ کھرا سونا ہے، جس کا جی چاہے پرکھ لے۔

ہم اپنے فضلاء کے لئے بالخصوص اور تمام طلباء کے لئے بالعموم بارگاہِ رب ذی الجلال والاکرام میں دست بدعا ہیں کہ:

تم ان چراغوں کو ہوا میں بھی جلائے رکھنا!

❁❁❁

❁ جو شخص جس چیز کا خواہاں ہوتا ہے وہ ہر وقت اس کی دھن میں لگا رہتا ہے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

❁ جو شخص التجائے نگاہ کو نہیں سمجھتا اس کے سامنے اپنی زبان کو شرمندہ نہ کرو۔ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

❁ جب زبان حکمران ہو تو ہلاکت کا فیصلہ کرتی ہے۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آخرت کو اختیار کیجئے خدارا...!

حضرت مولانا نعیم احمد خان
صاحب مدظلہٗ العالی

خیمہ میں ایک پرانی دباغت دی ہوئی کھال، ایک چٹائی، پیالہ اور چھال سے بھرا ہوا چمڑے کا تکیہ ہے، شاگرد داخل ہوتے ہیں سارا منظر دیکھ کر رو پڑتے ہیں، استاذ محترم پوچھتے ہیں: کیا ہوا؟ کیوں رو رہے ہو؟ کس چیز نے آپ کو رُلا دیا؟ ...... یہ استاد معلم انسانیت سید المرسلین خاتم الانبیاء آپ ﷺ ہیں، آنے والے شاگرد خلیفہ دوم سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ شاگرد جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ سیّدالمرسلین ہیں، آپ کے بدن مبارک پر چٹائی کے نشانات آچکے ہیں، ایسا کیوں؟ اتنی مشقت آخر کیوں؟......

آپ ﷺ جواب ارشاد فرماتے ہیں:

أما ترضى ان تكون لهم الدنيا ولك الآخرة.

اے عمر! قیصر و کسریٰ کے لئے دنیا ہے، دنیوی ستائش ہے، دنیا تو دارالعمل ہے، آخرت دارالحساب ہے جو ہمارے لئے ہے، کیا اس سے تم خوش نہیں ہو۔“

میرے پیارو! سن 2004ء میں ایک مرتبہ راقم السطور کی ملاقات آٹھ سالہ رفیق سفر سے ہوئی۔ جامعہ سے ہم دونوں ایک ساتھ ہی تکمیل دورۂ حدیث کر کے مختلف جگہوں پر تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے، حسب معمول ہماری تنخواہ بالترتیب الذکر 4 ہزار اور دوسرے صاحب کی 5 ہزار تھی۔ اب ملاقات اور دعا و سلام کے بعد سخن موضوع ”مستقبل میں کیا ہوگا؟ کیسے گزارا ہوگا؟، کیسے شادی ہوگی......؟؟“ بن گیا۔ دوسرے صاحب مدرسہ کی تدریس اور ماحول و زندگی کو چھوڑ کر کاروبار کرنے کا عزم کر چکے تھے، خاکسار کے سمجھانے کے باوجود بھی وہ قدم اٹھانے سے نہ رکے۔ پھر بندہ نے تدریس اور مدرسہ کی زندگی بسر کرتے ہوئے 17 سال کا طویل سما گزارا، وہیں دوسرے موصوف چند سال 2010ء تک ایک شو میں کام کر کے، موروثی پیسوں سے گھر خرید کر ایک یونیورسٹی میں استاذ و ٹیچر بن گئے۔ ماہانہ تنخواہ 1 لاکھ 45 ہزار روپیہ ہے۔ گزشتہ دنوں دوبارہ ملاقات ہوئی یعنی ایک طویل عرصے کے بعد، ہم دونوں نے سن 2004ء میں ہونے والی گفتگو کو دہرایا تو وہ کہنے لگے: ”مولانا یار! وہ 5 ہزار روپے والی زندگی بہت سکون اور برکت والی تھی، ابھی تو بندہ آپ کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مقروض ہو چکا ہے۔''

اس طرح ہمارے ایک اور محنتی ساتھی جن کے پاس طالب علم زندگی میں نئی مہران گاڑی ہوا کرتی تھی، جبکہ ہمارے پاس کرائے کے پیسہ بھی نہیں ہوتے، انہوں نے فراغت کے بعد کاروبار کا راستہ اختیار کیا، ہر جگہ سے ناکام ہوتے ہوئے پنڈی چلے گئے، وہاں بھی کامیابی مقدر نہ آئی تو کہنے لگے کہ ''میری سرحد پنڈی میں نہیں لگتی'' پھر کیا کہ ابھی مالی تنگی کے سبب بیوی نے بھی ساتھ چھوڑ دیا، انتہائی پریشانی میں ہیں۔ دعا کریں اللہ رب العزت ان کے لئے عافیت کرے۔

میرے عزیزو! آپ کا جامعہ، آپ کا مدرسہ، آپ کے اساتذہ اور ہمارے اکابرین کاروبار کرنے کو ہرگز غلط نہیں سمجھتے بلکہ ہمارا مقصد اصل کیا ہے، اس کی طرف توجہ مرکوز کرانا چاہتے ہیں۔ آیا کہ ہم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں یا آخرت کو اپنا مقصد بناتے ہیں۔ مقصد اور ضرورت میں فرق کرتے ہیں یا نہیں۔ مثلاً بکری کا بچہ اور آپ کی اولاد، اگر بچہ بیمار ہو تو بکری کو بطور صدقہ ذبح کر دیا جاتا ہے، اس کے برعکس نہیں کرتے۔ اسی طرح دین کے لئے دنیا کو قربان کیا جائے گا، اس کے خلاف نہیں کریں گے، یہ عزم کر لیں۔ اب جیسے ہم مرغے سے خوش ہو کر تمام دانوں کو ایک تھال میں رکھ دیتے ہیں ورنہ بصورت دیگر سارے دانوں کو پھیلا دیتے ہیں۔ ہماری مثال بھی ایسی ہے، آخرت کو مقصد بنالیا، دین کے کام کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنالیا تو رزق بھی اور کشادگی بھی، دونوں آویں گے یعنی ''أتت الدنیا راغبة'' دنیا ذلیل وخوار ہو کر قدموں پر گر پڑے گی۔ ہم صبح وشام پڑھتے بھی ہیں:

① وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ (الطلاق)

② وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ (الطلاق، آیت ۳)

③ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ (طٰہٰ، آیت ۱۳۲)

قارئین! مفکر اسلام حضرت ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ، مفکر اسلام اور تمام عربی ممالک کے دینی رہنما اور سرپرست کیسے بن گئے، ایک دعا کی بدولت جو انہیں والدہ نے بچپن میں سکھلائی تھی۔ آپ بھی یاد کر کے رب کریم سے اپنے علم کو قبول کرا کے دین متین کی خدمت کو اپنا مقصد بنائیں۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اٰتِنِيْ اَفْضَلَ مَا تُؤْتِيْ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دورۂ حدیث
کے طلباء سے چند باتیں

استاذ الحدیث حضرت مولانا حبیب صاحب

عزیز طلباء! آپ حضرات کا یہ آٹھ سال قبل شروع ہونے والا علمی سفراب منزل مقصود کے قریب ہے، عنقریب آپ کا شمار ظاہر کے اعتبار سے علماء حق میں ہونے والا ہے۔عنقریب آپ کی دستار بندی کے بعد آپ کو مولوی صاحب کا عظیم لقب حاصل ہونے والا ہے۔اسی لئے ضروری ہے کہ آپ حضرات سے روحانی والد ہونے کے اعتبار چند گزارشات کی جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کا ایک مقام اپنی مبارک کتاب میں ذکر فرمایا ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط

جب اتنا بلند مقام مل گیا تو ضروری ہے کہ آپ اس کی لاج بھی رکھیں۔جس کا سب سے بڑا ذریعہ ان صفات سے اپنے آپ کو متصف کرنا ہے جن سے اہل علم کا اتصاف بدیہی ہے۔

وقت کی قلت اور اپنی علمی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے چند بے ربط کلمات پر اکتفاء کرتا ہوں:

① یہی کتابیں حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے پڑھیں، یہی حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے پڑھیں، یہی کتب تمام اکابر نے پڑھیں، وہ ان کتابوں کو پڑھ کر کہاں سے کہاں پہنچ گئے، آج کا طالب علم بھی آٹھ سال انہی کتب کو پڑھتا ہے لیکن وہیں کا وہیں رہتا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے سامنے مقصد کا تعین نہیں کیا، ہم نے سوچا ہی نہیں کہ ''مجھے بننا کیا ہے؟''

② آج ہمیں دنیا کا ادھورا تعارف ہے، اس لئے ہماری اکثریت دنیا کی دیوانی ہے، اگر ہمیں جنت کا حقیقی تعارف حاصل ہو جائے تو ہمیں دین کی ہر بات انتہائی آسان اور محبوب لگے گی، بات صرف جنت کے مکمل تعارف کی ہے۔

③ اللہ کے پسندیدہ لوگ دنیا کی آسائشوں سے دور رہتے ہیں، جیسے لوگ زہر سے دور رہتے ہیں۔

④ ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے کہ اپنے آپ کو موت سے پہلے اس دھوکے سے باہر نکالیں کہ ہماری زندگی مال اور اسباب سے بنتی ہے، کامیاب وخوشگوار زندگی اللہ تعالیٰ کے اوامر کو پورا کرنے سے بنتی ہے، پھر چاہے مال ہو یا نہ ہو۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

③ اگر ہمیں دوسروں میں کمی نظر آئے تو بجائے تنقیص و تردید کے تصحیح کی کوشش کریں، اعتراض حرام ہے۔ اصلاح فرض ہے، اعتراض چھوڑ کر اصلاح کی کوشش کریں۔

④ آج ہماری دنیا کے ایک سیکنڈ کی کیا قیمت ہے؟ اس کا جواب بتانے کی اگر کسی قبر والے کو اجازت ہوتی تو وہ یہ بتاتا کہ آج دنیا کے جتنے بھی خزانے ہیں، ان سب کی مجموعی مالیت سے زیادہ ایک بار صرف ''اللہ'' کہنا ہے۔ اسی کا بدلہ آخرت میں اتنا ملے گا کہ نہ کبھی ختم ہوگا، نہ کبھی چھینا جائے گا۔ بس حقیقت یہ ہے کہ جب آنکھ بند ہوگی تب آنکھ کھلے گی۔

⑤ قرآن پاک کی تلاوت سے مکمل انوارات حاصل کرنے کا وقت صبح صادق ہے اگر وقت زیادہ نہ تو کم از کم صبح صادق کے وقت ایک سپارہ نہیں تو آدھا اور نہ ربع، ورنہ ایک ورق اس کو دیکھ کر پڑھ لیا کریں۔

⑥ ایک مشہور مقولہ ہے کہ ''گزرا وقت واپس نہیں آتا'' مگر اگر آخرت کے اعتبار سے ہمارا وقت ضائع ہو گیا ہو تو توبہ و استغفار کی برکت نہ صرف گزرے وقت کی تلافی کرتا ہے بلکہ جدید انعامات بھی لاتا ہے۔

⑦ ہر ایمان والا اپنی جنت سے روزانہ قریب سے قریب تر ہوتا ہے اور دنیا سے دور ہو رہا ہے۔ عقلمند لوگ روزانہ اپنی ہمیشہ کی جنت کو بہتر سے بہتر بنانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ موقع صرف ایک بار ہی ملا ہے، نہ پہلے کبھی ملا اور نہ کبھی بعد میں ملے گا۔ اسی لئے عزیز طلباء جو کرنا ہے ابھی کر لیجئے۔

⑧ ہماری نرم زبان اور نرم لہجہ ہر کڑوی بات کو بھی میٹھا بنا دیتا ہے لیکن تلخ لہجہ، تلخ گوئی، شیریں بات کو بھی کڑوا بنا دیتی ہے۔

⑨ ہم صبح سے شام تک ان چیزوں کی طلب میں لگے رہتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لے لیا ہے اور اسی سے غافل ہوتے ہیں جو ہمارے ذمہ لگایا ہے۔

قارئین! ایک سبق آموز واقعہ سے اپنی تحریر کو مکمل کرتا ہوں، شاید طلباء کے دل میں اس درویش کی بات اتر جائے۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کا تعلق ایک سکھ گھرانے سے تھا، اسلام قبول کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند میں پڑھنے لگے۔ فرماتے تھے، میرے سسر بڑے سمجھدار آدمی تھے، انہوں نے احمد علی کو اس وقت پہچانا جب احمد علی عام آدمی تھا۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ ولایت کبریٰ کے مقام پر فائز لوگوں میں سے تھے۔ حضرت میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالسلام کے شیخ خلیفہ غلام رسول کے شیخ تھے۔ خاکسار نے بھی حضرت کی قبر مبارک پر لا الٰہ الا اللہ کا مراقبہ کیا ہے۔

حضرت صاحبِ کشف مستجاب الدعوات بزرگ تھے، فرماتے ہیں سسر صاحب کو ان کی اہلیہ نے ایک دن فرمایا: بیٹی بڑی ہوگئی ہے، کوئی مناسب رشتہ تلاش فرمائیں۔ سسر صاحب کا حضرت شیخ الہند صاحب سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بھی اچھا تعلق تھا۔ ایک دن دارالعلوم دیوبند تشریف لائے اور حضرت شیخ الہند سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ حضرت والا دورہ میں تشریف فرماتے تھے۔ وہ ان سے باتیں کررہے تھے، ان کی نظر میرے اوپر آئی تو حضرت سے دریافت کیا، اس نوجوان کا رشتہ ہوگیا۔

اس پر حضرت فرمانے لگے: ''اس کو کون لڑکی دے گا، سکھ گھرانے کا لڑکا ہے، کئی دفعہ ایسا ہوا کہ اس کی ماں غصے میں آتی ہے، اس کو گالیاں دے کر مار کر یہاں سے لے جاتی ہے۔ پھر اگلے دن پڑھنے کے لئے آجاتا ہے، کھانا بھی نہیں دیتی، درویشوں کی طرح چپ چاپ بھوکا پڑھائی میں لگا رہتا ہے، اس مسکین کو کون اپنی بیٹی دے گا۔

وہ فرمانے لگے آپ اس نوجوان سے مشورہ کرلیں، اگر یہ راضی ہو تو میں اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کردوں گا۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے حضرت لاہوری کو پاس بلوالیا اور ساری بات ذکر کی، حضرت لاہوری فرمانے لگے ''استاذ جی میری حالت آپ کے سامنے ہے، مسکین اور غیر مسلم گھرانے کا فرد ہوں، اگر کوئی مجھے اپنی بیٹی دے تو اس سے بڑھ کر میرے لئے کیا سعادت ہوسکتی ہے۔''

چنانچہ حضرت کے سسر نے فرمایا: ''کل عصر کے بعد ہم آپ کا نکاح اپنی بیٹی سے کریں گے۔''

حضرت لاہوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنے کمرے کے طلباء کو یہ بات بتائی تو کسی کو یقین نہیں آرہا تھا۔ کچھ نے کہا دوسرے نئے کپڑے خرید لو کل نکاح ہے۔

میں نے کہا کہ میرے پاس اتنی رقم بھی نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا انہی کو دھولو۔

اگلے دن سبق سے فارغ ہو کر میں نے وہ کپڑے دھوئے، سردی کے دن تھے، اللہ کا کرنا اس دن سورج نہ نکلا اور کپڑے بھی نہ سوکھے، اسی میں شام ہوگئی۔ میں وہی گیلے کپڑے پہن کر مسجد میں آگیا۔

میرے سسر نے دیکھا وہی کپڑے بدن پر ہیں، کل میلے تھے آج گیلے ہیں، بہرحال رخصتی ہوگئی۔ گھر میں اتنا بھی نہ ہوتا تھا کہ ہم دونوں پیٹ بھر کر کھالیں۔ بعض اوقات فاقے بھی کرنے پڑے۔

شادی کے کچھ عرصے کے بعد وہ میکے گئی، ہر ماں کی طرح ان کی والدہ نے بھی پوچھا کہ بیٹی ان کو کیسا پایا؟ فرمانے لگیں: امی اتنا متقی، اتنا متقی، اتنا پارسا انسان میں نہیں دیکھا۔ میں نے تو سنا تھا کہ مرنے کے بعد جنت میں جائیں گے، مجھے تو دنیا میں ہی جنت مل گئی۔''

اس صابرہ شاکرہ بیٹی نے شکایت نہیں لگائی، نہ دکھڑا سنایا، نہ قسمت کا رونا رویا کہ کس فقیر کے ساتھ مجھے باندھ دیا گیا۔ اس صبر وشکر کا صلہ یہ ملا کہ کچھ عرصے بعد گھر میں برکتیں آنا شروع ہوگئیں۔ جب اتنا نیک صالح پاکباز متقی شوہر اور ایسی نیک صابرہ شاکرہ بیوی ہو تو گھر میں خیریں اور برکتیں کیوں نہ آئیں۔

پھر حضرت لاہوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت وہ بھی تھا جیب میں میرے پاس کھانے کے لئے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کچھ نہ تھا، اب یہ وقت ہے کہ میرے لئے طائف سے پھل آتے ہیں، اس وقت اتنی تنگ دستی تھی، اس وقت سرگودھا کے بڑے بڑے کلہاروں کی عورتیں میرے گھر میں آکر جھاڑو دینے کو سعادت سمجھتی ہیں۔

حضرت کثیر البکا تھے، انتقال کے بعد معاصرین علماء میں سے کسی نے خواب میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا، آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا! اے احمد تو اتنا کیوں روتا تھا، میں ڈر گیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا، جس سے مطالبہ باز پرس شروع ہوگئی وہ ہلاک ہوگیا۔ میں ڈر کے مارے رونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے احمد! آج تیرے رونے کا نہیں خوش ہونے کا دن ہے۔''

عزیز طلباء! اندازہ کریں ایک سکھ خاندان کے فرد نے اپنے آپ کو خود بتکلّف بدلنے کا ارادہ کیا، اللہ نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ہم جدی پشتی مسلمان دینداری کا ماحول پانے کے باوجود کتنا دینی اعتبار سے آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جب ایک انسان خود اپنے آپ کو بدلنے کا ارادہ نہ کرے اس کی دینی ترقی رکی رہتی ہے اور جو دینی ترقی کے بقدر دنیاوی ترقی ملتی ہے وہی بابرکت ہوتی ہے۔

❁❁❁

- دو حریص ایسے ہیں جو کبھی سیراب نہیں ہوتے: ایک حریص وہ ہے جو علم کا حرص رکھتا ہو اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور دوسرا حریص جو دنیا کی حرص میں مبتلا ہو، اس کا بھی پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ (الحدیث)

- جس نے اپنی عقل اور فہم کو کافی خیال کیا اس نے غلطی کی اور گمراہ ہوا۔ (الحدیث)

- کامیابی کا انحصار محنت پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم پر ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

- جب عقل کامل ہوجاتی ہے تو گویائی کم ہوجاتی ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مسافرِ راہِ حق

استاذ الحدیث حضرت مولانا مصطفیٰ حسین صاحب

آغاز:

مسافر شریعت میں اسے کہا جاتا ہے جو اپنے مقام سے ایک معتد بہ مسافت کے لئے سفر کرتا ہے یہاں تک کہ نقطۂ سفر سے دور اور انتہاءِ سفر سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ بندہ بھی اس اعتبار سے ایک مسافر ہے، راہِ حق کا مسافر کہ جہاں تھا وہاں سے خروج کرلیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ اور جہاں پہنچنا ہے وہاں کا قصد کرلیا۔ باقی منزل کا پانا یہ رب کریم کی کریمی پر موقوف ہے۔ اپنا حال تو ایک شاخ سے ٹوٹے پتے کا سا ہے جو نہ اُڑ سکتا ہے، نہ چل سکتا ہے، نہ منزل کی خبر، نہ راستے کا پتہ، محض ہوا کہ مرہونِ منت میری روداد بھی ایک اڑتے ہوئے خشک پتے کی بپتا سے زیادہ مختلف نہیں، جو قسمت سے ہوا کے دوش پر سوار صحن حرم میں پہنچ گیا تو میں بھی بغیر کسی طلب اور تڑپ، سعی اور ہنر کے محض رب کریم کے کرم سے بوہری مذہب کی تنگیوں سے نکلا اور دین اسلام کی وسعتوں کی جانب قدم بڑھائے۔

یہ ان کا کرم، ان کا کرم، ان کا کرم ہے

میرا ضمیر:

میرا ایک بوہری مذہب میں پیدا ہونا اللہ کی مشیت تھی۔ میرا اس پر کچھ اختیار نہ تھا مگر میرے رب نے مجھے بے اختیار پیدا نہیں کیا تھا۔ میری سرشت میں فجور کے ساتھ تقویٰ کا الہام بھی تھا، اس کی برکت اور رب کی عطا تھی کہ ایک اجنبی، غیر مانوس اور اوپرا سا رسوم و روایات کا سلسلہ دکھائی دیتا تھا۔ جس میں کبھی کوئی کشش اور جذب محسوس نہیں ہوا۔

میرے گرد و پیش:

میں نے اپنے خاندان میں عبادت، نماز، روزہ، حج، عمرہ اور حسن معاشرت، بڑوں کا ادب، نشست و

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

برخاست کے آداب بہت دیکھے مگر فکر آخرت، خشیت، للّٰہیت، رجوع و انابت کے مظاہر نہ دیکھے لہٰذا دین میرے نزدیک روحانیت کا پیکر نہ تھا جو دل کو متاثر کرتے رگ و پے میں سرایت کر جاتا بلکہ محض کچھ رسوم و رواج کا مجموعہ تھا۔ کہیں مجلس، کسی عرس، وعظ و ماتم، مدح و مرثیہ، پھر پیشوا کا تقدس شرک کی حدود میں داخل ہوتا کھلی آنکھوں سے نظر آتا۔

میری صورت حال:

ان حالات میں میری نوعیت ایک مذہب بیزار شخص کی سی ہوگئی تھی۔ جو صرف روایات اور خرافات سے ہی نہیں۔ عبادات اور طاعات سے بھی دور جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کالج کے زمانے میں' میں فیضؔ کا یہ شعر اکثر پڑھا کرتا:

جس کا دین پیرویٔ کذب و ریا ہے ان کو
ہمت کفر ملے جرأت تحقیق ملے

اس دعائیہ شعر کے پڑھنے سے جرأت تحقیق تو نہ ملی البتہ طبیعت کی آزادی اور جولانی کے ساتھ زندگی کے کئی سال گزار دیئے۔ موسیقی، مصوری، تصویر کشی، فیشن پرستی، شوبیز کی رنگینیاں، سیر وسپاٹے کی نیرنگیاں۔

ان تمام بے راہ رویوں کے باوجود چونکہ نہ تعلیمی سرگرمیاں معطل ہو رہی تھیں نہ کوئی بڑی اخلاقی گراوٹ ظاہر ہو رہی تھی۔ (نیز یہ سب کچھ خاندانی شناخت اور اس مزہبی معیار سے متصادم بھی نہ تھا) لہٰذا یہ سب گوارا تھا اس دور میں عبادت میں ایک صرف روزہ کی پابندی تھی اور دسویں محرم کی مجلس کی حاضری وہ بھی بے دلی کے ساتھ۔ اس سے آگے کوئی دینی رنگ وامنگ ناپید۔

خزاں میں بہار کی آمد:

یونہی زندگی کی گاڑی اپنی بے ڈھنگی چال کے ساتھ بغیر کسی منزل کے تعین کے ساتھ چل رہی تھی کہ یوں ہوا۔ گویا دھوپ میں ابر چھایا یا خزاں میں کوئی بہار آفریں گل کھل گیا۔ میں کراچی یونیورسٹی میں اپنے ایم اے کے آخری سال میں ہوسٹل میں رہنے لگا۔ یہاں فلسطینی اور پختون ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ میری طرح دین سے بیگانہ نہ تھے۔ ان سے نماز سیکھی اور نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھنے کی کوشش بھی شروع کی۔ ہوسٹل میں تو کوئی مشکل نہ تھی مگر جب گھر پر عصر اور عشاء، ظہر اور مغرب کے وقت کے ساتھ ملا کر پڑھنے کے بجائے اپنے اپنے وقت پر پڑھنے لگا تو والد صاحب نے روک ٹوک کی۔

جب کراچی میں میرا ایم اے ہوگیا تو مزید پڑھنے کے لئے لاہور جانے کی اجازت مل گئی۔ وہاں پنجاب یونیورسٹی میں قیام کے دوران جمعہ پابندی سے پڑھنے لگا۔ میرے ساتھ پڑھنے والے اور رہنے والے اکثر تجدد پسند تھے۔ دین ان کی زندگیوں میں ایک اختیاری چیز تھی، غیر لازمی۔ اللہ نے میرے لئے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ایک ہادی کا انتظام فرمایا، لوئی سفارینی، ایک فلسطینی نوجوان، امارات سے پاکستان پڑھنے آیا تھا۔ زندگی میں اب تک جتنے دوست ملے ان میں سب سے جدا بلکہ ممتاز تھا۔

عجیب مایوس اجنبی تھا، مجھے تو حیران کر گیا۔ وہ نیک دل، دردمند، حساس، باصفا، زندگی کے بارے میں بے حد سنجیدہ رویہ رکھنے والا، قدم قدم میں اسے دین میں آگے بڑھتے دیکھ رہا تھا۔ چہرہ پر داڑھی سج گئی، مغربی لباس بدل گیا، عبادت اور تبلیغ پر مقدم ہوگئی۔ یہ سب میرے مزاج کے مطابق نہ تھا مگر وہ میرے لئے حق کا ایک معیار تھا، اس لئے نہ تنقید نہ تشویش۔

میرا تعلیمی سلسلہ مکمل ہوگیا۔ کراچی واپسی ہوگئی، یہاں ایک NGO کے ساتھ کام کرنے لگا، اس دوران لوئی کا اس ارادہ کے ساتھ کراچی آنا ہوا کہ پاکستان چھوڑ کر اجمان واپس چلا جائے۔ چند دن کی رفاقت رہی، ایئرپورٹ پر اسے رخصت کرنے لگا تو وہ میرے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ ہمارے دوست نے کہا کہ یہ تم سے جدا ہونے پر رو رہا ہے۔ میر دل نے گواہی دی کہ نہیں میری جدائی پر نہیں رویا، مجھے اس حال پر چھوڑے جانے پر رو رہا تھا۔ بے دینی کے حال پر، بعض دفعہ زبان کے بے شمار بول وہ اثر نہیں دکھاتے جو کہ شمع آنکھ کا ایک آنسو دکھا جاتا ہے۔

طلوعِ سحر:

اس واقعہ کے بعد میری اندر کی دنیا میں کوئی طوفان، کوئی زلزلہ تو نہ آیا مگر ہوا کا رخ ضرور بدلتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ زندگی کے جو ناروا سوچ و نظریات تھے خام نظر آنے لگے۔ مزید جن شخصیات کو قد آور گمان کرتا تھا ان کو قریب سے دیکھا تو وہ بونے نکلے۔

بوہری سے بیزاری پہلے ہی سے تھی، اب اپنی تجدد پسندی بھی کچھ کھوکھلی لگنے لگی۔ دنیا اور دنیا داروں کی رنگ بازیاں بھی کھلنے لگیں۔ تو گویا یوں ہو گیا ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی۔

دل کی اس بدلی کیفیت کو رائیونڈ کی ایک جھلک نے اور ابھارا (چند گھنٹوں کے لئے لوئی سے ملنے رائیونڈ جانا ہوا تھا) وہاں کی روحانی فضا نے گہرا اثر ڈالا، نیم خوابی کا فسوں ٹوٹ رہا ہو جیسے۔

یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں:

اب دل میں گاہے گاہے یہ خیال آتا رہتا کہ کہیں نکل جاؤں، کون سمجھے؟ کسے سمجھاؤں؟ بس کہیں نکل جاؤں۔ حالانکہ میری شادی کی تیاریاں تھیں۔ ایک کالج میں سرکاری ملازمت تھی، ایک کلینک کو بھی وقت دے رہا تھا۔ مگر وہی دل ہے کلی۔ سب سے بڑا جو اندیشہ تھا کہ اگر پاؤں میں شادی کی زنجیر پڑ گئی تو پھر یہ بندھن شاید زندگی بھر بوہری مذہب سے نکلنے کا دروازہ مقفل (lock) کردے گا۔

حالات کی ایک ایک جزئیات کا تذکرہ طوالت کو مزید نہ بڑھا دے۔ اس لئے مختصر یہ ہے ایک دن کالج

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے واپسی پر گھر کی راہ نہ لی۔قرآن پاک خرید ااور دو جوڑے کپڑے بھی، ایئر پورٹ سے پنڈی کی فلائٹ ملی۔ پنڈی، پشاور، بنوں، سرگرداں......۔

''اھدنا الصراط المستقیم'' جب الجھتا یہ ورد زبان رہتا۔

''یاھادی'' اس ہادی نے ہاتھ پکڑ لیا، مطلوب تک پہنچایا، لوئی رائیونڈ لے گیا، رائیونڈ کی رشد و ہدایت کی فضا نے ایک ایک کر کے ذہن کی بند گروں کو کھولنا شروع کیا۔ رائیونڈ سے تین دن کی تشکیل، ان تین دنوں میں کیا بات کونسا عمل زندگی کو بدلنے میں مہمیز بنا،، کچھ یاد نہیں۔ بس رب ذوالجلال والاکرام نے دل و زبان کو''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی تصدیق اور اقرار کی توفیق بخش دی۔ کوئی پوچھے کہ زندگی کا حسین ترین لمحہ کونسا ہوسکتا ہے جو تامل جواب ہے؛ جب سارا وجود گواہی دے دے کہ نہیں ہے کوئی معبود ماسوا اللہ کے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس وقت زمین اپنی کشش ثقل چھوڑ دیتی ہے، آدمی کے پاؤں ضرور زمین پر ہوتے ہیں مگر سارا وجود آسمان کی رفعتوں کو چھو رہا ہوتا ہے۔ میرے پاس زندگی میں خوشیوں کے اسباب بہت تھے مگر دلی خوشی کیا ہوتی ہے، وہ ان دنوں آشکارا ہوا۔

کیسے معلوم ہو تجھ کو مسرت کیا ہے؟
تو نے دیکھا ہی نہیں عمر رواں سے آگے

اس سفر کی تمام تفصیلات کی نہ ضرورت ہے نہ مقصود۔ ستمبر 1993ء میں اسلام کے داخلے سے آج ستمبر 2024ء تک کے 31 سال میں سفر بدستور جاری ہے، مسافر کی یہی دعا ہے کہ کہیں راہِ حق سے گمراہ نہ ہوجاؤں، جہاں سے سفر کا آغاز کیا ہے وہیں اختتام ہوجائے۔ ''اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالۡخَوَاتِیۡم''

سفر میں ہر مسافر کو کچھ سائبان ملتے ہیں اور کچھ گھاٹیوں سے بھی گزرنا پڑتا ہے، گھاٹیوں کی دشواری کا کیا ذکر کہ:

جفا جو عشق میں ہوتی ہے جفا ہی نہیں

البتہ سائبان کا ذکر ناگزیر محسوس ہوتا ہے کہ اس میں اپنے پیاروں کی یادوں کے چراغ بھی فروزاں ہیں اور رب کریم کے احسانات کا سپاس نامہ بھی۔

میری ماں:

میری ماں میرے لئے ایک مستقل سائبان تھی۔ صبر، شکر، عجز کا پیکر، مامتا کا سیل رواں، اس سارے سفر میں راستے کی بہت سی رکاوٹوں کو دور کرنے والی۔ جب حالات بہت الجھے تھے اور میں گھر کو خیر آباد کہنے ہی والا تھا تو مجھے کہنے لگیں کہ تو مجھے چھوڑ کر مت جانا، میرے پانچ بچے ہیں، ان میں تو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے، اگر تو مجھے چھوڑ کر چلا گیا تو میں مرجاؤں گی۔ کس قدر کٹھن تھا یہ امتحان۔ گھر چھوڑوں تو ماں سے محرومی اور نہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

چھوڑوں تو دین وایمان خطرے میں۔ ماں کو اللہ کے سپرد کیا جو امانتوں کو ضائع نہیں کرتا، گھر پہ ماں پہ اور سب پہ ایک آخری نگاہ ڈالی، نہ جانے اب ملنا کبھی ہوگا بھی کہ نہیں۔

پھر کوئی 6 ماہ بعد فون سے رابطہ ہوا: میں بنوں میں جماعت میں چار ماہ لگا کر رہا تھا۔ ''کہاں ہو، کیسے ہو؟ کیا کھاتے ہو؟ گرمی کے کپڑے ہیں، کمرے میں پنکھا ہے، شفقتوں کی برسات۔ امی سب اچھا ہے، اندر بھی باہر بھی۔

''ہاں بیٹا! تم نے اللہ کے لئے سب کچھ چھوڑا تو اللہ نے تمہیں برے حال میں تو نہ رکھا ہوگا۔''

کیا کوئی قیاس کرسکتا ہے کہ ایک ماں جسے جوان بیٹا چھوڑ کر چلا جاتا ہے، اسے یہ تک نہیں معلوم کہ بیٹا زندہ ہے کہ نہیں، وہ دن رات اس کے لئے روتی پڑتی رہتی ہے، وہ بیٹا کئی ماہ بعد رابطہ کرتا ہے تو نہ شکایت کرتی ہے، نہ ملامت بلکہ ایسے ایمان بھرے بول بولتی ہے۔

وہ سالہا سال روزانہ سورۂ بقرہ پڑھ کر میرے لئے دعا کیا کرتی رہتیں، میری شادی، میرا روزگار، میری عافیت سکون والی زندگی، یہ اس کی مرادیں تھیں اور میری مراد بس ایک تھی اللہ ماں کو ایمان و اسلام کی دولت نصیب فرمادے، اللہ نے مجھے نامراد نہیں کیا۔

کینسر کے مرض میں ان پر وقت آ گیا جب ڈاکٹر علاج کو بے سود قرار دے دیتا ہے، اقرباء کو، جانے والے کو، الوداع کہنے کا سگنل دے دیتا ہے۔ ہسپتال میں ان آخری ایام میں مجھے ماں کو لمحہ بہ لمحہ ایک جیتے جاگتے انسان سے میت ہوجانے تک کے لمحات میں پاس رہنے کا رب کریم نے موقع عطا کیا۔ گڑگڑا کر مانگتا رہا، خاتمہ ایمان پر فرمادے، آخری وقت میں' میں پاس رہوں، قبر میں اپنے ہاتھ سے اتاروں اور جنازہ خود پڑھاؤں۔ آخر الذکر دونوں دعائیں ایسے ہی قبول ہوئیں اور اوّل الذکر کی بھی اللہ نے صورت دکھائی۔ کلمہ کا ورد کرتے کرتے تسبیح ہاتھ سے گرگئی، پھر زبان نے بولنا بند کردیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ نور اللہ مرقدھا

میرے والد:

میرے والد جماعت کے مقتدا لوگوں میں سے تھے، اس کے باوجود ظاہری اظہارِ ناراضگی سے زیادہ میرے ساتھ رویہ میں سختی نہیں برتی۔ اگر وہ سختی بھی کرتے تو حق بجانب ہوتے کیونکہ میرے بوہری مذہب سے نکلنے نے ان کے لئے کئی مشکلات پیدا کردی تھیں، پھر اللہ کی شان ان کی ناراضگی بھی جو ظاہراً ہی تھی دلی نہ تھی، رفتہ رفتہ رضا اور محبت میں بدلتی رہی۔ حتیٰ کہ ان کے انتقال سے قبل وہ مجھ سے نہ صرف راضی رہے بلکہ اپنے مذہب کی خامیاں اور اسلام کے محاسن کا بھی اظہار کردیا کرتے۔ ماں کے انتقال کے بعد والد صاحب ایک مشفق سائبان کے روپ میں سامنے آئے، ورنہ زندگی ایک دوری اور عدم انس کی گھٹا چھائی رہی تھی۔ ان کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انتقال میرے لئے ایک باپ کی جدائی کا ہی غم نہیں رکھتا تھا بلکہ بڑا غم یہ تھا عقبیٰ کا سفر بغیر عقائد کی درستگی کے کیسا ہوگا؟ ان کے لئے قوم کا مقتدا ہونا ایک بڑی رکاوٹ بن گئی تھی ورنہ دل کا میلان مخفی نہ تھا۔ مقتدا کا بڑا مسئلہ یہ ہوتا کہ قوم کی ان پر نظر ہوتی ہے اور وہ بھی قوم کو دیکھ کر چلتا ہے۔ بہرحال ان کے لئے اللہ کے حضور شرط قبول ایمان نجات کی دعا اور ایصالِ ثواب روز کا معمول ہے، اس رب کریم نے گرچہ مبشراتِ منامی سے دل مضطر کو تسلی دی مگر اس کا دربار...... قارئین سے بھی دعاؤں کی التجا ہے۔

میری اہلیہ:

ہمارا رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا بھی ایک انوکھی کہانی ہے اور ہمسفر بن کر دو انجان کا ایک جان ہو کر زندگی کے 22 سال گزارنا بھی ایک انہونی ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں بڑی مشقتیں اٹھائیں اور میری زندگی میں آئی تو میرے حصے کی مشقتیں بھی جھیلیں۔ وہ میری زندگی کی منزل ومقصود جانتی تھی، اس نے کبھی اپنے نقش کفِ پا کو میری منزل نہ بنایا، میرے لئے زندگی کی معاشی سرگرمیوں کو بہت آسان اور سبک کئے رکھا۔ میں بیویوں کی فرمائشوں اور ناز برداریوں سے بے فکر رہا تو یہ اس کا وصف اور کمال تھا۔ شادی کے بعد اس کے لئے ایک نیا برقہ لینے کا ارادہ تھا اس کی قیمت 1000 یا 500 تھی۔ پیسے جمع کرتے کرتے جب رقم اتنی ہونے لگی تو کوئی مہمان آ جاتا۔ اس کا اکرام پھر رقم کو کم کر دیتا، ہوتے ہوتے جب رقم پوری ہوئی تو جو برقعہ ملا وہ غیر مناسب بیل ہونے والا۔ اس اللہ کی بندی نے جس سے خریدا تھا اسے ہدیہ دے دیا۔ رفیقہ ایک طویل صبر آزما بیماری کے بعد ابدی راحت کے حصول کے لئے اپنے رب کے پاس چلی گئیں اور مجھے چار بیٹوں اور ایک بیٹی کا تحفہ دے گئی، عقد ثانی کی ضرورت کا انکار نہیں مگر

اب اور کیا کسی سے مراسم بڑھائیں ہم
یہ بھی بہت ہے تجھ کو اگر بھول جائیں ہم

بوہری مذہب:

آخر میں بوہری مذہب کیا ہے؟ اس پر چند سطور لکھنے کی ضرورت محسوس کرتا ہون کہ ہم طالب اور اہل علم بھی اکثر اس مذہب کی حقیقت سے نا آشنا ہیں۔

تاریخ:

بوہری مذہب کی بنیاد باطن کی تعلیم پر ہے، ان کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باطن کی تعلیم کے لئے قائم کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو قائم کیا۔ ان کے بعد حضرت حسین، زین العابدین، محمد باقر، جعفر الصادق یکے بعد دیگرے قائم ہوئے۔ حضرت الصادق رحمہ اللہ کی اولاد میں سے موسیٰ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کاظم رحمہ اللہ کی امامت پر اثناء عشری چلے اور بوہری ان کے دوسرے بیٹے اسماعیل کی امامت کو لے کر چلے اور اسماعیلی کہلائے۔آگے جاکر ان کے دو فرق بنے، ایک نزاری اور آغا خانی کہلاتے ہیں اور دوسرے مستعلی جو بوہری کہلاتے ہیں۔آپ اس مذہب کے مذہبی کو دیکھو تو ظاہراً کسی متدین مسلمان سے کم نظر نہ آئے گا۔ داڑھی، ٹوپی، لمبا کرتا جبکہ باطن، قرامطہ اور اہل باطن کی جولاں گاہ ہے۔عقائد میں اہل فلاسفہ کے معقول مشاہرہ اور ہنود کے آواگان کے عقیدہ کے فسادات بھی ملتے ہیں۔غم حسین اور حبِّ علی جوان کے مذہب کی اساس ہے۔غلو سے اس قدر آلودہ ہیں کہ عبادات کے مقام پر اور حبِّ الوہیت کے رتبہ تک پہنچتا ہے۔اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا نام ضرور باقی ہے مگر پیشوا کے بلند و بانگ دعوؤں کے آگے ثانوی اور بے اصل ہے۔

آپ ان خرابیوں کے ساتھ ساتھ ان کو سنتوں پر عمل پیرا دیکھیں گے، حسن معاشرت کی جھلک بھی عیاں ہوگئی۔ جماعتی نظم بے مثال نظر آئے گا۔فقہی مسائل میں شوافع کے متبعین پائیں گے۔کثرت عبادت اور کثرت تلاوت والے لوگ بھی بہت نہیں تو کئی ملیں گے۔الغرض یہ مذہب محاسن اور قباحتوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے کہ اس کا پیروکار ایک جہت سے اس کے باطل ہونے کا قائل ہونے لگتا ہے تو دوسری جہت سے اس کے حق ہونے کا اظہار کر بیٹھتا ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ اس سے نکلنے اور کلی طور پر اسلام میں داخل ہونے والوں کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہے، لہٰذا میرے جیسے بے علم اور بے طلب کے لئے بھی اس سے نکلنا اور دل سے اسلام قبول کرنا کچھ آسان نہ تھا۔محض توفیق الٰہی نے سب کر دکھایا۔

وما توفیقی الّا باللہ۔

❁❁❁

❁ علم کی طلب میں شرم مناسب نہیں کیونکہ جہالت شرم سے بدتر ہے۔(افلاطون)

❁ جو شخص تحصیل علم کی مشکلات کا متحمل نہیں ہوسکتا ہے جہل کی سختیاں عمر بھر برداشت کرنی پڑتی ہیں۔(ارسطو)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ان کے دربار میں میری حاضری کیسے ہوگی؟

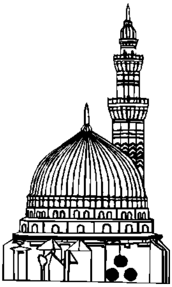

استاذ الحدیث حضرت مولانا مسعود محمود صاحب

اپنے دوست ساجد کو عمرہ کرانے لے جاؤ، یہ حکم عبدالمالک صاحب کو خواب میں دیا جا رہا تھا۔ عبدالمالک یہ خواب دیکھ کر تھوڑے سے پریشان ہوئے کیونکہ ان کے دوست ساجد کی دینی حالت اچھی نہ تھی، وہ تو نماز کا بھی پابند نہ تھا، پھر عمرہ کرنے کے لئے کیسے تیار ہوتا، خیر! انہوں نے ساجد سے خواب کا تذکرہ کیا تو وہ بھی حیران ہوا کہ میں تو نماز کا بھی پابند نہیں ہو پھر مجھے عمرے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ ساجد عمرے کے لئے حرم جانے کے لئے تیار تو ہو گیا لیکن صرف ایک دن کے لئے۔ ساجد دورانِ طواف روتا رہا اور اپنے گناہوں کی معافی مانتا رہا، جب عمرے سے فارغ ہو کر حرم سے باہر نکلنے لگا تو ساجد نے عبدالمالک سے کہا کہ معلوم نہیں اب دوبارہ کب آنا ہو لہٰذا میں دو نفل پڑھ کر آتا ہو، یہ کہہ کر وہ واپس حرم چلا گیا اور نماز شروع کر دی، نماز کے دوران جب سجدہ میں گیا تو کافی دیر گزر گئی وہ سجدے سے سر نہیں اٹھا رہا تھا، اس کو ہلا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ خالق حقیقی سے جا ملا ہے وہیں حرم میں اس کا جنازہ ادا کیا گیا۔ عبدالمالک صاحب گھر واپس آکر ساجد کے گھر گئے تاکہ معلوم کر سکیں کہ اس کا ایسا کیا عمل ہے جس کی بدولت اس کو اتنی اچھی موت نصیب ہوئی ہے۔ ساجد کی اہلیہ نے کہا کہ اس کا کوئی خاص عمل تو ہمیں معلوم نہیں، البتہ اس کی ایک عادت تھی کہ جب بھی اپنے بچوں کے لئے پھل لاتا تھا تو محلے میں کچھ یتیم بچے رہتے ہیں ان کے لئے بھی یہ پھل لاتا تھا۔ شاید اسی عمل کی بدولت اس کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔

قارئین! یہ واقعہ چند سال قبل سعودی عرب میں پیش آیا۔ استاذ محترم حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں، سن 63ء میں عمرہ کر چکا تھا اور سن 64ء میں اپنا حج فرض بھی کر لیا تھا، اس کے بعد 10 سال تک حج کرنے کا موقع نہ مل سکا، پھر جب حج کی ترتیب بنی تو والد صاحب شدید علیل اور بیمار تھے، میں ان کی دیکھ بھال میں مشغول تھا، حج پہ جانے کا موقع آیا تو میں نے ان سے اجازت لی تو انہوں نے مجھے اجازت دے دی۔ اس وقت میرے سامنے دو چیزیں تھیں، ایک تو شوق کی تکمیل کا موقع مل رہا تھا کہ حرمین شریفین کی حاضری کا موقع دس سال بعد مل رہا تھا لیکن یہ نفلی حج تھا اور دوسری طرف حضرت والد صاحب کی خدمت تھی جو کہ فرائض کے بعد سب سے مقدم ہے تو میں نے اس کو چنا جس کا وقت تقاضا کر رہا تھا، اپنے شوق کو پیچھے کر دیا، وقت کا تقاضا تھا کہ والد صاحب بیمار ہیں ان کی خدمت کی جائے جبکہ دوسری طرف نفلی حج ہے، اس لئے جس کی اہمیت تھی اس کو مقدم کیا یعنی حج کا ارادہ چھوڑ دیا اور والد صاحب کی خدمت میں مشغول رہا۔ والد صاحب نے پوچھا کہ آپ حج پر نہیں گئے میں نے عرض کیا کہ نہیں! والد صاحب نے دریافت فرمایا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کیوں تو اس وقت میری زبان سے بے ساختہ یہ جملہ نکلا۔حضرت ہمارا حج وعمرہ تو بس یہیں ہے۔ یہ سن کر والد صاحب بہت خوش ہوئے اور بہت دعاؤں سے نوازا،فرمایا تم وہاں اتنا جاؤ گے اللہ تمہیں اتنی توفیق بخشے گا کہ لوگ رشک کریں گے۔ بس حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی دعاؤں کی برکت ہے کہ اس کے ایک سال بعد یعنی 1975ء سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ایسی ترتیب بنادی کہ ہر سال کم از کم تین بار حاضری کی توفیق فرما ہی دیتے ہیں اور کبھی تو سال بھر میں چھ چھ بار بھی حاضری کی توفیق مل جاتی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔عبدالرحمٰن کئی سالوں سے حرمین شریفین میں حاضری کی دعا مانگ رہے تھے لیکن جانے کی کوئی سبیل نظر نہ آتی تھی۔ جب عبدالرحمٰن نے یہ واقعات سنے تو انہوں نے بھی اسی طرح کے کاموں میں آگے بڑھنے کی کوشش شروع کردی۔ بیواؤں اور یتیموں کی مدد کرنا، راہ چلتے بوڑھے بزرگوں کو ان کی منزل تک پہنچانا۔ایک مرتبہ نصف رات کے وقت راستے میں ان کو ایک انتہائی خستہ حال بوڑھا ملا جو اشارہ کررہا تھا کہ کوئی اسے اس کی منزل تک پہنچادے۔عبدالرحمٰن نے اس کو اپنے ساتھ سوار کیا اور اس کو اس کی منزل تک پہنچایا۔ نیز اس کے کچھ دن بعد عبدالرحمٰن نے مدرسے کے بچوں کا کھانے کا اکرام کیا، اس اکرام کے پورے 24 گھنٹے کے بعد عبدالرحمٰن کو خوشخبری ملی کہ جس دعا کو وہ کئی سالوں سے مانگ رہا تھا وہ اب قبول ہوگئی ہے یعنی اب وہ طیبہ کا مسافر بننے جارہا ہے۔عبدالرحمٰن عمرہ کرکے واپس آکر اپنے معمول کی زندگی گزارنے لگا پھر چند سالوں کے بعد انہوں نے دوبارہ عمرے کی سعادت حاصل کی۔ کسی نے پوچھا عبدالرحمٰن سے کہ پہلے عمرے کی سعادت کا سبب آپ وہ بوڑھے والا واقعہ اور طلباء کے اکرام کرنے کو بتاتے ہیں، اس دوسرے عمرے کی سعادت کا سبب آپ کی نگاہ میں کیا ہے؟ کہنے لگے بظاہر اس کا سبب بھی طلباء کا اکرام تھا، مدرسے میں تعطیلات چل رہی تھیں، کچھ طلباء گھر دور ہونے کی وجہ سے گھر نہ جاسکے تھے، مدرسے میں ہی رہ رہے تھے۔ میں نے سوچا ان کا اکرام کرنا چاہئے۔ چنانچہ ایک دن میں نے ان کو کھانے کے لئے گھر بلایا، وہ کھانا کھا کر چلے گئے، ان کے جانے کے ڈیڑھ دن بعد میرے لئے دوبارہ سے مبارک گھڑی آگئی اور میں دوبارہ سے طیبہ کا مسافر بننے جارہا تھا۔

قارئین! آپ سب جانتے ہیں کہ اس مبارک سفر پر وہی جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ قبول کرتے ہیں، قبولیت کس طرح ملتی ہے اس کے لئے ہم اپنے بزرگوں سے اعمال بھی سنتے رہتے ہیں، ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں جانے کے لئے قبولیت میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم والدین، بیواؤں، یتیموں، مفلوک الحال، پریشان حال، غریب، مسکینوں کی خدمت دل سے، اخلاص سے کریں، نامعلوم کس کے دل سے نکلی ہوئی دعا قبول ہوگئی اور ہمارے لئے وہاں جانا طے ہوجائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نیز چند کام ابھی سے کرنے کے ہیں، دعا کرتے رہیں، پاسپورٹ بنواکے رکھیں۔ درود شریف کی کثرت اور دیگر نفلی اعمال، نفلی نماز، ذکرواذکار، صدقہ، تلاوت کا ثواب آپ ﷺ کو ہدیہ کرتے رہیں اور اس مبارک سفر کی نیت سے حسب توفیق پیسے جمع کرتے رہیں اگرچہ روزانہ دس روپے ہی کیوں نہ ہو۔

❁❁❁

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بیرون ممالک کا سفر

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالباسط صاحب

اللہ رب العزت نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے نبی ﷺ کا امتی بنایا، یہ امت سب سے آخر میں آئی ہے لیکن سب سے پہلے جنت میں جائے گی، انشاءاللہ اوراس امت کا اعزاز واکرام یہ ہے کہ اس امت کے ذمہ صرف عبادات ہی نہیں بلکہ عبادت کے ساتھ ساتھ پوری امت کو عبادت پرلانا بھی ہے، لانے کی محنت بھی کرنی ہے اوراس محنت کو سیکھ کر اس امت میں اس محنت کو زندہ بھی کرنا ہے، یہ اللہ رب العزت نے ہمارے ذمہ ختم نبوت کے صدقہ لگایا ہے۔

اب ہم میں سے ہرایک خاص وعام، مردوعورت، امیروغریب، چھوٹا بڑا وہ ذمہ دار ہے اس محنت کا کہ اس بات کو آگے پہنچائے، اس سلسلہ میں الحمدللہ ہمارے بڑوں نے جو ترتیب تبلیغ شروع کی ہے اس سے الحمدللہ الحمدللہ امت میں شعور پیدا ہورہا ہے، ہرطبقہ کے لوگ اس طرف متوجہ ہورہے ہیں، سارے عالم کے مسلمان اس محنت سے مستفید ہورہے ہیں، سارے عالم کے مسلمانوں تک بات پہنچ رہی ہے اور ہر علاقہ میں، ہر ملک میں، ہر شہر میں اس کام کو کرنے والے یا جاننے والے یا کام سے شناسا لوگ اللہ نے پیدا فرمانے شروع کردیئے ہیں۔اس سلسلہ میں بندہ کا سفر ہوا، اکابرین بھی ساتھ تھے، یورپ کے آٹھ ممالک کا سفر ہے۔ ہرملک میں کچھ نہ کچھ کام کی شکل پائی جاتی ہے۔ جرمنی کے مرین شہر میں اجتماع ہوا، جس میں مجمع بہت قربانی کے ساتھ آیا، بہت جوڑ کے بیٹھا اوراجتماعی اعمال میں بہت شرکت کی۔ان کے سامنے کام کرنے والوں کی صفات رکھی گئیں، خروج اور مقام کے کام کی تفصیلات رکھی گئیں، نقد بھی لوگ نکلے اور ارادے بھی آئے اور مقام پر کام کرنے کے عزائم بھی ہوئے۔

اورسب سے بڑی بات ان ممالک میں یہ ہے کہ عرب وعجم، بنگلہ دیش، ہندوستان، پاکستان، سری لنکا اور پھر وسطی ایشیاء کے اور مشرقی یورپ میں اور پھر ان کے تراجم ہوتے ہیں اور پھر یہ بھی ملنے کو ملتا ہے کہ ماشاءاللہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کتنے علماء کرام وقت لگا کر ان ممالک میں تبلیغی کام سرانجام دے رہے ہیں، مدارس بن رہے ہیں، مکاتب بن رہے ہیں، با قاعدہ دارالعلوم کھولنے کی ترتیبیں بن رہی ہیں، الحمدللہ الحمدللہ۔

الحمدللہ! بندہ کا سویڈن اور پھر ڈنمارک بھی جانا ہوا ان ملکوں کے اندر الحمدللہ کام کا اٹھان ہے، نوجوان بھی قریب آ رہے ہیں، علماء کرام بھی ہیں جن کی تائید ہے تو یہاں بھی مجمع جڑتا ہے اور یہاں بھی کام بننے کی باتیں کرتے ہیں، خروج کی بات بھی ہوئی اور مقام میں کام کرنے کی بات بھی ہوئی اور یہاں بھی مدارس و مکاتب بن رہے ہیں، الحمدللہ الحمدللہ۔

پھر پرتگال کے اندر یورپ کا مشورہ تھا، اس کے اندر اکابر حضرات بھی تشریف لائے تھے، اس میں یورپ کے 28، 30 ملکوں کے لوگ جمع ہوتے ہیں، حضرات ان کے سامنے کام، اعمال اور اعمال کی ترتیب رکھتے۔ الحمدللہ۔ ان ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا پہلے گزرا کہ ہر ملک، شہر اور علاقہ میں اللہ تعالیٰ کام کرنے کے محنتی پیدا کر رہے ہیں، اسی طرح اٹلی کی کارگزاری سامنے آئی کہ ماشاء اللہ اٹلی کے اندر ساری زبانوں والے جمع ہو کر اس محنت کو کرتے ہیں، فرانس میں بھی بڑے جذبہ سے کام ہو رہا ہے، فرانس میں تین جگہوں پر تین مشورے ہوتے ہیں، انگلینڈ والے سال میں تین مرتبہ فرانس کے لئے خروج کی جماعتیں بھیجتے ہیں ماشاء اللہ، اس طرح محنت بڑھ رہی ہے اور مشرقی یورپ کے اندر میلسی ڈونیا جانا ہوا۔ بہت بہت زبردست خوشی ہوئی، جب فجر کی اذان مائیک پر ہو رہی تھی، یہ بالکل یورپ کا وسط ہے "کوسوو" ایک ملک ہے، میلسی ڈونیا کے ساتھ لگا ہے، وہاں تقریباً 98 فیصد لوگ مسلمان ہیں الحمدللہ، ان کی ایک جماعت جوڑ میں ہم سے ملنے کے لئے بھی آئی تھی۔

تو ان ملکوں میں سال لگائے ہوئے علماء کا ہونا اور ان کی ترتیبیں بنانا مکاتیب بنانا، الحمدللہ ان کے مراکز و مدارس سے ایمان کو تازگی ملتی ہے، دوسری طرف ارادے بھی بلند ہوتے ہیں کہ اب ان ممالک میں اور محنت کرنی چاہئے تاکہ ان ممالک میں 100 فیصد مجمع 100 فیصد کام پر آ جائے اور پوری امت اس محنت کو اس طرح کرنے لگ جائے کہ سارے عالم کے انسان اس محنت کی طرف متوجہ ہو سکے۔ اللہ رب العزت ہمیں، آپ کو، سب کو دین کی محنت کے لئے قبول فرمائے۔ آمین

❁❁❁

عمل کے بغیر علم انسان
ایسا ہے جیسے روح کے بغیر جسم۔
(امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حفاظ ایجوکیشن سسٹم پاکستان

حضرت مولانا امتیاز صاحب

حفاظ ایجوکیشن سسٹم، پاکستان جو ایک منظم و مرتب پانچ سالہ انقلابی تعلیمی نصاب ہے جو مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے وژن اور قیادت کا مظہر ہے اور استاد محترم حضرت مولانا خورشید حیدر صاحب کی انتھک جدوجہد، بے مثال قربانیوں کا ثمرہ ہے یہ سسٹم پاکستان بھر میں کئی برسوں سے طلبہ کی پوشیدہ صلاحیتوں کو نکھارنے اور پروان چڑھانے کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ یہ نظام طلبہ کو ایسا جامع پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے جہاں ہر طالب علم، چاہے اوسط درجے کا ہو یا غیر معمولی، اپنی قابلیت اور مہارت کا اعتراف کروا سکتا ہے۔ خطابت، تحریر، عربی اور انگریزی زبانوں پر عبور سے لے کر جدید تعلیمی مدارج تک، یہ سسٹم طلبہ کے خوابوں کو حقیقت کا روپ دینے میں نہایت مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ یہاں صرف نصابی تعلیم تک محدود رہنے کے بجائے تخلیقی سوچ، قائدانہ صلاحیتیں، اور فکری شعور کی آبیاری کی جاتی ہے، تاکہ نوجوان معاشرتی انقلاب کے علمبردار بن سکیں۔ اس سسٹم کا مقصد صرف تعلیمی میدان میں کامیاب افراد تیار کرنا نہیں بلکہ ایسے باشعور، باعمل اور ذمے دار شہری پیدا کرنا ہے جو معاشرتی ترقی اور مثبت تبدیلی کا ذریعہ بنیں۔ حفاظ ایجوکیشن سسٹم کی ہر کوشش کا محور یہ ہے کہ طلبہ خواب دیکھنا سیکھیں، بھرپور محنت کریں، اور اپنی صلاحیتوں سے اپنے ساتھ قوم کی قسمت سنواریں۔

پہلا سال عربی:

پہلا سال طلبہ کے تعلیمی اور روحانی سفر کا سنگِ بنیاد اور پہلا قدم ہے، جہاں انہیں خصوصی طور پہ عربی زبان سکھائی جاتی ہے جو کہ ایک عالمی زبان ہے اور بیرونی ممالک کے ساتھ رابطے کا واحد ذریعہ ہے ایسی زبان ہے جو قرآن وحدیث کے معانی کو سمجھنے میں سنہری کردار ادا کرتی ہے اور دینی علوم کا دروازہ کھولتی ہے۔ اس سال میں ایسی مرتب اور منظم کتابیں شامل نصاب ہے جسے پڑھ کے ایک طالب علم سال کے اختتام تک قران کا ترجمہ 70 فیصد کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی رواں سال سے اردو اور عربی تقریر کا آغاز بھی ہو جاتا ہے جو طلبہ میں خود اعتمادی اور اظہارِ خیال کی مہارت اور صلاحیت پیدا کرتا ہے، جس سے وہ مختلف محافل میں اپنے خیالات پیش کرنے کے قابل ہو جاتے اس سال کی قابل ذکر خوبی یہ ہے کہ یہ سال طلباء کے اندر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

7 کلاس کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ پورا سال پڑھنے کے بعد طالب علم 7 کلاس تک کی کتابیں اسانی سے حل کرسکتا ہے تاکہ وہ آنے والے تعلیمی مراحل میں کامیابی سے آگے بڑھ سکیں۔ یہ سال طلبہ کی شخصیت میں توازن، قائدانہ اوصاف اور محنت کا شعور پیدا کرتا ہے، جوان کی آئندہ زندگی میں کامیابی اور سماجی ترقی کا زینہ بنتا ہے۔

دوسرا سال انگلش:

دوسرا سال طلبہ کے تعلیمی سفر میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، جہاں انگریزی زبان کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ انگریزی ایک عالمی زبان ہے، جس کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اور اس کے بغیر بین الاقوامی سطح پر کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوسکتا ہے۔ انگریزی زبان کی مہارت طلبہ کو عالمی معلومات، ثقافتی تبادلوں، اور جدید ٹیکنالوجی تک رسائی فراہم کرتی ہے، جس سے وہ ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ ہم قدم چلنے کے قابل بنتے ہیں۔ اس سال کے اختتام تک طلباء اس قابل ہوجاتے ہیں کہ وہ انگریزی زبان میں بغیر کسی ہچکچاہٹ اور خوف کے پورے اعتماد کے ساتھ انگریزی زبان میں اپنی مافی الضمیر کا اظہار کر سکتا ہے جس کی وجہ سے انے والی عصری تعلیمی مراحل میں طالب علم ایک کلیدی کردار ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ طالب علم کے اندر انگلش زبان میں لکھنا اور تقریر کرنے کی صلاحیت بھی اجاتی ہے۔

تیسرا سال:

اس سال طلبہ اپنی تعلیمی راہوں میں ایک نئے اور سنجیدہ مرحلے میں داخل ہوجاتے ہیں، کیونکہ نائن کلاس میں قدم رکھنا صرف جماعت کی تبدیلی نہیں بلکہ ذمہ داریوں کے بوجھ کا بھی آغاز ہوتا ہے۔ اس سفر کے ساتھ ہی درجہ اولی (Secondary Education) کا باقاعدہ آغاز ہوجاتا ہے، جو طلبہ کے لیے ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سال طلباء کرام نائن کلاس کی تمام تر کتابیں سائنس میں پڑھتے ہیں اور بورڈ کے امتحان میں اچھے گریڈ سے پاس ہوتے ہیں اس سال طلباء کرام اپنے انگلش اور عربی کو بھی بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں مزید روانی اور سلاست پیدا کرتے ہیں اور یوں اس سال کا اختتام بہت سارے فوائد لیے ختم ہوجاتا ہے۔

چوتھا سال

چوتھے سال میں طلبہ کرام میٹرک کی تمام تر کتابیں ماہر اساتذہ کرام کی زیر نگرانی پڑھتے ہیں اور اچھے گریڈ سے پاس ہوتے ہیں اور درج اولی بھی نہایت احسن انداز میں پڑھ لیتے ہیں اس کے بعد پانچواں اور اخری سال ثانیہ کا ہوتا ہے جس میں طلبہ کرام درجہ ثانیہ کی تمام تر کتابیں بہترین انداز میں پڑھ لیتے ہیں اور اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے ساتھ ساتھ فرسٹ ایئر کا امتحان بھی دے دیتے ہیں اور یو پانچ سال مکمل ہو جاتے ہیں اور اس سسٹم کے طلبہ کرام دینی اور عصری علوم سے اراستہ و پیراستہ ہو جاتا ہے

ہم نصابی سرگرمیاں:

اس نظام کی ایک درخشاں خصوصیت یہ ہے کہ یہاں جسمانی فٹنس کی آبیاری کراٹے کی صورت میں کی جاتی ہے، جو نہ صرف جسمانی قوت بلکہ ذہنی بالیدگی اور فکری رفعت کا بھی ذریعہ بنتی ہے۔ یہ محض ورزش کا ذریعہ نہیں، بلکہ ان کی شخصیت کو نکھارنے اور زندگی کے چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کا ہنر سکھاتی ہے۔ اس کو بہتر سے بہتر بنانے کیلئے اس راہ میں مختلف مقابلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے، جن میں طلبہ شوق و وارفتگی کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ یہ مسابقتی ماحول نہ صرف ان کے جوش و جذبے کو مہمیز دیتا ہے بلکہ ان کے اندر خود اعتمادی اور اپنے دفاع کے فن کو بھی پروان چڑھاتا ہے۔ یوں یہ تربیت ان کی فکری، ذہنی اور جسمانی نشوونما کے سفر کو جلا بخشتی ہے اور زندگی کے میدان میں سرخرو ہونے کا ہنر ودیعت کرتی ہے۔ اس سسٹم کی سب سے نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہاں نہ صرف خطابت کا فن بھرپور انداز سے سکھایا جاتا ہے بلکہ طلبہ کو اپنی صلاحیتیں نکھارنے کے بے شمار مواقع بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔ مختلف مسابقات اور مقابلوں کی کثرت طلبہ کو آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتی ہے، جہاں وہ اپنی تقریری مہارت کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان مقابلوں میں طلبہ کی شرکت کا جوش و خروش دیدنی ہوتا ہے، اور کئی طلبہ نے اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتے ہوئے مختلف چینلز پر نمایاں پوزیشنز بھی حاصل کی ہیں، جو اس ادارے کی کامیابی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

حفاظ ایجوکیشن سسٹم پاکستان جامعہ مدنیہ میں:

ان فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے جامعہ مدنیہ کے منتظمین نے ایک انقلابی فیصلہ کیا کہ اس جدید سسٹم کو جامعہ میں نافذ کیا جائے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ طلبہ کرام اس سسٹم سے بھرپور استفادہ کریں اور اپنی علمی و عملی صلاحیتوں کو نکھاریں۔ تقریباً پانچ سال قبل اس سسٹم کی بنیاد رکھی گئی، اور اس کو بہترین انداز سے چلا گیا۔ اس سسٹم کی ہر خصوصیت کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بھرپور کوششیں کی گئیں۔ طلبہ کی دلچسپی اور جوش و خروش نے اس سسٹم کو کامیابی کی نئی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ جامعہ مدنیہ نے اس سسٹم سے نہ صرف علمی میدان میں ترقی کی، بلکہ مختلف مسابقات اور مقابلوں میں بھی شاندار پوزیشنیں حاصل کیں۔ اب تک تقریباً 15 مسابقات میں شرکت کی اور 8 مسابقات کے فاتح رہے جبکہ دیگر مسابقات میں دوم سوم پوزیشن پر فائز رہے چاہے وہ تقریری مسابقہ ہو تلاوت قران پاک کا مسابقہ ہو نعت کا مسابقہ ہو سب میں الحمدللہ جامعہ مدنیہ میں اپنا لوہا منوایا اور اچھی کارکردگی دکھائی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جامعہ کے شیخ الحدیث

(مولوی) محمد دانیال، درجہ دورۂ حدیث

اللہ پاک ہر دور میں ایک ایسی جماعت پیدا فرماتے رہے ہیں جو ظاہراً و باطناً دین پر عمل کر کے امت محمدیہ (ﷺ) کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنتی ہے۔ ہمارے اس آخری دور میں اللہ پاک نے حضرات علمائے دیوبند کو خاص طور پر اس مقصد عظیم کے لئے قبول فرمایا۔ اس پاکیزہ جماعت کی ایک برگزیدہ ہستی جناب مخدوم العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ارشاد احمد فاروقی صاحب بھی ہیں۔

شہر کراچی کے مدارس کی چند پسندیدہ شخصیات کو عبقری یا نابغۂ عصر کہا جاتا ہے، ان میں میرے محسن و مشفق استاذ، فاضل احسن العلوم، حضرت مولانا ارشاد احمد فاروقی صاحب سرفہرست ہیں جو نہ صرف علم و عرفان، طریقت و روحانیت کے شہسوار ہیں بلکہ محقق، مدقق، محدث تمام علوم و فنون کے بلند پایہ ماہر، مختنی استاذ، صاحب فہم و فراست، رجل فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ وافر دولتِ درد اور متاعِ عشق سے بھی سرشار ہیں۔

حضرت استاذ محترم کی فنائیت و بے نفسی کے ہم عینی شاہد ہیں۔ آپ نے ایک کلمہ بھی ایسا نہیں فرمایا جس میں اپنی تعریف، توصیف کی بو آتی ہو۔ حب جاہ کا دور دور تک کوئی نشان نہیں، آپ میں کسی تصنع یا وقتی مصلحت بینی کا دخل نہیں، آپ وجدانی طور پر اپنے آپ کو ہر کمال سے عاری سمجھتے، نام و نمود اور ظاہری وضع داری اور تصنع بناوٹ جیسی چیزوں سے پاک وصاف ایک سیدھے سادھے، کھرے، حق گو انسان ہیں۔ حضرت استاذ محترم علماء کرام حتیٰ کہ اپنے شاگردوں وطلباء کے ساتھ بھی بہت اکرام کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ ’’جناب، حضرت مولانا‘‘ اور ’’صاحب‘‘ کا لفظ بطور اعزاز جوڑتے۔

حضرت استاذ محترم علوم اسلامیہ میں مہارت وفقاہت میں عظیم مرتبہ کے حامل، تمام اسلامی علوم وفنون میں دسترس حاصل ہے جبکہ حدیث، تفسیر اور فقہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص فہم اور مہارت عطا فرمائی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب کا درس حدیث، نہایت ہی سلیس، عمدہ، آسان اور عام فہم زبان میں ہوتا ہے، اگر عوام الناس بھی شریک درس ہوں تو پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ سے بہرہ ور ہوں۔ حضرت رواۃ پر مکمل کلام کرتے، آسان و مشکل کی وضاحت اور اس پر مزید گفتگو، اگر کوئی حدیث جس کا ذکر کسی باب میں گزر گیا ہوتا،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پھر وہی حدیث دوسرے باب میں آتی تو اس کی مکمل توضیح فرماتے، سابقہ بیان پر اکتفاءنہیں کرتے، کمال کی بات یہ ہے کہ آپ کے ذمہ بخاری اوّل وثانی دونوں ہیں۔

حضرت شیخ صاحب زبان وادب کا خداداد، فطری ملکہ، تعلیم میں جاں گدازی ودل سوزی کی کیفیت جو مدت دراز سے تعلیمی وتدریسی حلقوں سے مفقود اور تاریخ کے اوراق میں مدفون ہوکر رہ گئی ہے، ایسے طلباء و شاگردوں سے بلکہ مادرانہ محبت وانس، اپنے ذوق نظر کو اپنے طلباء تک منتقل کردینے اوران کے رگ وریشہ میں اتار دینے کی عجیب وغریب قابلیت، زیر درس کتاب میں جان ڈال دینے، ماہرفن میں ہوتی ہے، یہ قابلیت کسبی نہیں وہبی ہے۔

قارئین! رات کے آخر پہر میں نکلنے والے آنسوؤں میں ہمارے شیخ الحدیث صاحب کو یاد رکھئے۔ استاذ جی، استاذ محترم ابھی طویل مدت سے علیل ہیں۔راقم سمیت تمام طلباء کی ایک ہی دعا کی گزارش ہے کہ اللہ رب العزت ایسی ہستی وشخصیت سے ہمیں محروم نہ کر بلکہ استفادہ کی مدت کو طول بخش دے۔

❁❁❁

❁ عاقل وہ ہے جو اپنے نفس کی اتباع کرنا چھوڑ دے اور موت کے بعد کیلئے عمل کرے اور بے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشوں کی اتباع کرے اور اللہ سے امیدیں وابستہ کرے۔(الحدیث)

✵✵✵

❁ نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو کھٹک جائے تیرے دل میں اس سے تجھے کراہت ہو کہ لوگ اس بات سے باخبر ہوجائیں۔ (الحدیث)

✵✵✵

❁ دل مردہ ہے اور اس کی زندگی علم ہے اور علم بھی مردہ ہے اس کی زندگی طلب کرنے سے ہے۔ (حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جامعہ مدنیہ کے روشن ستارے

حصہ دوم

محمد اسحٰق (درجہ سابعہ)

تمام تعریفیں اس قادر مطلق ذات کے لئے جس نے کائنات کو عدم سے وجود دیا اور درود سلام اس آقائے نامدار ﷺ پر جس نے انسانوں کو گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکال کر جنت کی راہ پر گامزن کیا۔

بندہ کو روشن ستارے کے عنوان کے تحت اپنے معزز اساتذہ کرام کی شان میں الفاظ کا تحفہ پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور بندہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھنے کے درپے ہوا کہ میرا کچھ لکھنا ان کی شان کو نمایاں اور روشن کرے، یہ ایک نامکمل اور ناقص کوشش سہی لیکن میں اس کو باعث افتخار سمجھتا ہوں۔

اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانِ دنیا کو ستاروں سے مزین فرمایا، یہ ستارے آسمان کے لئے تزئین کا سبب بھی ہے اور زمین والوں کے لئے رہنمائی بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے اساتذہ کرام وہ روشن ستارے ہیں جو ہمیں جہالت کے اندھیروں سے نکال کر ایک ایسی روشنی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جو زائل ہونے والی نہیں ہے۔

یہی اساتذہ کرام ہیں جن سے ہم نے محنتوں کے جام لوٹے، ان میں بے لوث خلوص پایا، انہوں نے قلب و روح کو منور کیا، جس کے ذریعہ ہم نے اپنے آپ کو اپنے اسلاف کو پہچانا، اپنے خالق حقیقی کی معرفت سے بہرہ ور ہوئے۔ تو یہ باتیں جہاں لوح قلب پر مرقوم ہیں، وہیں یہ دلنشین صفات و کمالات اس بات کی حق دار تھیں کہ ان کو صفحہ قرطاس پر سطور کیا۔ اسی لئے آنے والے اوراق کو اساتذہ کرام کے مشعل راہ حالات و نصائح کی دلربا دھنک سے ملفوظ و مرقع اور منقش کیا جارہا ہے، لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ آنے والے صفحات میں جو اساتذہ کی صفات بیان کی جائیں گے وہ صرف نمایاں صفات ہے ورنہ اس کے علاوہ اتنی صفات ہے جن کا ہم چند اوراق میں احاطہ نہیں کرسکتے ہیں۔

حضرت مولانا عاطف ذکی صاحب

نام: (مولانا) محمد عاطف ذکی بن محمد ذکی شیخ بن حاجی محمد فاروق شیخ

ولادت: آپ کی ولادت 24 اگست 1978ء بروز جمعرات کراچی ناظم آباد میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم: آپ نے ناظرہ اپنے قریب مسجد کے مدرسہ میں پڑھا اور مڈل تک اسکول میں تعلیم حاصل کی، بعد ازاں اسی مدرسہ میں حفظ کی کلاس شروع ہونے پر حفظ کی ابتداء کی اور حفظ مع گردان پانچ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سال میں مکمل کیا، اس کے بعد جامع مسجد فلاح، نصیر آباد میں ابتدائی درجوں کی تعلیم ثانیہ تک حاصل کی پھر ثالثہ سے سابعہ تک کے درجات جامعہ اشرف المدارس گلستان جوہر میں پڑھے اور دورۂ حدیث کے لئے آپ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے، آپ کی فراغت سن 2007ء میں ہوئی۔

سلسلہ سند: آپ نے بخاری اوّل حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب (رحمہ اللہ) سے پڑھی اور بخاری ثانی مولانا انور بدخشانی صاحب (رحمہ اللہ) سے پڑھی، اس سے آگے نیوٹاؤن کی سند معروف ہے۔ آپ کو مولانا سلیم اللہ خان صاحب (رحمہ اللہ) سے بھی اجازت حدیث حاصل ہے اور مولانا عبدالحلیم چشتی صاحب سے بھی اجازت حدیث حاصل ہے۔

تدریس: آپ نے سن 2008ء میں مدرسہ رشیدیہ للبنات انڈہ موڑ میں پڑھایا، جس میں نحو، ریاض الصالحین اور ثالثہ کی تفسیر زیر درس رہی، بعدازاں سن 2009ء میں جامعہ مدنیہ تشریف آوری ہوئی اور تا حال مدرسہ ہذا میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

بیعت وسلوک: دورانِ تعلیم عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت ہوئے تھے۔ ان کی رحلت کے بعد مولانا جلیل احمد اخوان جو اُنہی کے اجازت یافتہ ہیں، ان سے بیعت کی، اس کے بعد تا حال مولانا خرم عباسی صاحب سے اصلاحی تعلق قائم کیا ہوا ہے۔

اندازِ تدریس: آپ انتہائی نرم مزاج طبیعت کے مالک ہیں، آپ کا رویہ طلباء کے ساتھ اپنی اولاد کے مانند ہوتا ہے۔ آپ کا تدریس کا انداز جداگانہ ہے، سبق کا خلاصہ بیان کرنے کے بجائے عبارت کے ساتھ ساتھ ترجمہ وتشریح کرتے جاتے ہیں، آپ کے وقت میں بہت برکت ہوتی ہے اور اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ گھنٹہ کے آخر میں دس منٹ طلباء کی نظر کردیتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ ہی کا وصف خاص ہے کہ جتنی ضخیم کتاب آپ کو دے دی جائے وقت مقرر سے پہلے آپ کا نصاب مکمل ہوجاتا ہے۔ استاذ محترم سے ہم نے رابعہ میں شرح ملا جامی پڑھی ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کے بارے میں ہم نے شروع سے یہ سن رکھا تھا کہ انتہائی مشکل کتاب ہے لیکن میں قربان جاؤں استاذ محترم پر کہ انہوں نے ایسی پڑھائی کہ کوئی مشکل نہ رہی اور سادسہ میں ہم نے تفسیر جلالین اوّل پڑھی جو تقریباً ساڑھے چودہ پاروں پر مشتمل ہے لیکن استاذ محترم نے ہمیں مقررہ وقت سے پہلے ختم کرادی اور آپ کا درس اکتاہٹ سے بھی بالکل پاک ومنزہ رہتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی کبھار استاذ محترم حمد ونعت اور اشعار کی مجلس سجا لیتے ہیں۔ گویا کہ آپ کا یہ عمل اسلاف کے عمل کی ایک تصویر ہے۔ استاذ جی عاجزی وتواضع کا اعلیٰ پیکر ہے، مدرسہ کی طرف سے جو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کام بھی ان کو سپرد کیا جاتا ہے انتہائی تندہی اور خوش اسلوبی سے کرتے ہیں۔ چاہے وہ طلباء کے تاخیر سے آنے کا نظم ہو یا طلباء کی رخصت کی ذمہ داری ہو یا بالوں کی تراش وخراش کے خلاف سنت نہ ہونے کا مسئلہ ہو، ان سارے کاموں کو خوب جاں فشانی سے سرانجام دیتے ہیں، مدرسہ میں ان کی حاضری کی پابندی بھی مثالی ہے اور اکثر اپنے اوقات سے اضافی وقت بھی دیتے رہتے ہیں۔

اللہ ہم سب کو ان خوبیوں سے ایک وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا یونس صاحب

نام: (مولانا) محمد یونس بن عبدالقادر بن غلام محمد بن خدا بخش

ولادت باسعادت: آپ سن 1988ء میں ضلع ملتان تحصیل شجاع آباد کے ایک نواحی علاقہ موضوع لطف پور کے ایک چھوٹے سے گاؤں نیاز احمد والا میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: اپنے ہی آبائی علاقہ میں رہ کر قریبی مدرسہ تعلیم القرآن میں قاری کوثر صاحب سے قرآن کریم کا حفظ چودہ مہینوں میں مکمل فرمایا اور اسی دوران اسکول کی تعلیم بھی جاری تھی، پھر اس کے بعد قرآن پاک کی گردان کے لئے ملتان شہر میں معروف دینی درسگاہ جامعہ قاسم العلوم گل گشت میں قاری عبداللہ ملتانی سے پڑھا، پھر درس نظامی کے لئے شاہ رکن عالم کالونی ملتان میں واقع جامعہ عمر بن خطاب میں داخلہ لیا اور متوسطہ سے دورۂ حدیث تک وہاں زیر تعلیم رہے، آپ کی فراغت ۱۷رجب ۱۴۳۱ھ بمطابق 30 جون 2010ء میں ہوئی۔

سلسلہ سند: آپ نے بخاری شریف شیخ الحدیث حضرت مولانا یاسین صابر صاحب سے پڑھی، انہوں نے مولانا شریف کشمیری صاحب سے، انہوں نے شمس الحق افغانی صاحب سے، انہوں نے سید انور شاہ کشمیری سے، انہوں نے شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی سے، انہوں نے قاسم العلوم والخیرات مولانا قاسم نانوتوی سے، انہوں نے شاہ عبدالغنی محدث دہلوی سے، انہوں نے حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب سے پڑھی، آگے کی سند معروف ہے۔

تدریس: آپ نے فراغت کے بعد 2010ء ہی میں اورنگی ٹاؤن کراچی کے مدرسہ حنفیہ 5 نمبر میں کافیہ اور شرح تہذیب پڑھائی اور اس کے ساتھ ساتھ حفظ کی نگرانی بھی تھی، پہلے تدریسی سال کے مکمل ہونے کے بعد استاد محترم بزرگوں کی ترتیب پر سال کے لئے خروج فی سبیل اللہ کیا۔ سال کے اختتام پر 2012ء میں جامعہ مدنیہ کا رُخ کیا اور تاحال مدرسہ ہذا میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے جامعہ میں دورانِ تدریس تین سال شعبہ حفظ کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

معاون نگران کے طور پر خدمات سرانجام دیں اور ساتھ ہی جز وقتی ناظرہ اور قاعدہ کی کلاس اور درس نظامی میں دو گھنٹے پڑھانے کا شرف حاصل ہوا، پھر تین سال کے بعد شعبہ کتب کی نگرانی اور تدریس سے مکمل طور پر وابستہ ہو گئے، جن کتابوں کو پڑھایا ان میں ہدایہ ثانی، قطبی اور اس کے ساتھ ساتھ کافیہ اور صرف کی کتابیں شامل ہیں۔

طرز تدریس: آپ صبر واستقامت کے کوہِ گراں ہے، علمی شفقت اور تبحر علمی میں اپنے مثال آپ ہیں، آپ کی مہارت صرف معقولات تک محدود نہیں بلکہ آپ فقہ، صرف ونحو پر حد درجہ عبور رکھتے ہیں۔ استاد محترم نے ہمیں قطبی، ہدایہ ثانی پڑھائی۔ آپ نہایت آسان انداز سے طلباء کو سمجھاتے ہیں، ترجمہ کے ساتھ ساتھ بہترین انداز میں عبارت کی تشریح بھی فرماتے ہیں۔ آپ بیک وقت ذہین اور فطین طالب علم کی استعداد کو مدنظر رکھ کر تقریر فرماتے ہیں، پیچیدہ مقامات کو ذہن نشین کرانا آپ کا وصف خاص ہے۔ آپ دورانِ درس طلباء سے پوچھتے رہتے ہیں کہ سمجھ آیا یا نہیں، اگر کوئی طالب علم نفی میں جواب دے تو دوبارہ سبق دہراتے ہیں۔ اگر کوئی طالب علم سبق کے متعلق کوئی اشکال پیش کرے یا کوئی اعتراض کرے، تو آپ غور سے سن کر اس کا خوش اسلوبی کے ساتھ جواب دیتے ہیں اور استاد محترم کے بہت سے صفات میں سے ایک نمایاں وصف یہ بھی ہے کہ تصنع، تکلف اور بناوٹ سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ طلباء ہو یا استاد محترم کے ساتھی ہوں، استاذ جی کے سامنے اپنی بات رکھنے میں چاہے جتنی ذاتی نوعیت کی کیوں نہ ہو جھجک محسوس نہیں کرتے ہیں۔ استاد مکرم بھی ہر ایک کی بات کو توجہ سے سنتے اور مناسب مشورے بھی دیتے ہیں اور طلباء کو وقتاً فوقتاً مفید وظائف بھی بتاتے رہتے ہیں۔ اللہ استاد محترم کو علوم وفنون میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

حضرت مولانا مفتی روشن صاحب

نام: (مولانا مفتی) روشن بن (مولانا) عنایت اللہ بن ولی الرحمٰن

پیدائش: آپ کی ولادت 1985ء میں آزاد کشمیر کے گاؤں کیل میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم: آپ نے مدرسہ اُم القراء آزاد کشمیر کیل میں ناظرہ قاعدہ حفظ مکمل کیا، پھر اس کے بعد علم کی پیاس بجھانے کے لئے آپ نے اپنا وطن کشمیر کو چھوڑا، ایسی جگہ جو خوبصورتی میں اپنے مثال آپ ہے اور کراچی کی طرف سفر کیا اور اس علم کے شوق نے آپ کو مدینۃ العلوم نارتھ ناظم آباد بلاک A میں پہنچایا۔ جہاں آپ نے ابتدائی درجات سے لے کر درجہ سادسہ تک پڑھا۔ پھر آپ نے دارالعلوم کراچی کی طرف کوچ کیا جہاں آپ نے موقوف علیہ اور دورۂ حدیث

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پڑھی۔آپ کی فراغت 2008ء میں ہوئی اور 2009ء میں شعبہ تجوید کا کورس کیا اور دوران تدریس سن 2016ء میں تخصص فی الفقہ الاسلامی مدرسہ جامعہ عثمانیہ میانوالی کالونی میں مولانا مفتی عثمان الحق حسن زئی صاحب سے کیا۔

تدریس: آپ 2010ء میں جامعہ مدنیہ کے استاد مقرر ہوئے اور تاحال مدرسہ ہٰذا میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔تدریس کے ساتھ ساتھ 2009ء میں مدنی جامع مسجد بلاک آئی میں مؤذن اور نائب امام کے منصب پر فائز ہوئے۔ بعدازاں سابقہ امام وخطیب حضرت مولانا یونس ساجد صاحب (رحمہ اللہ) کی رحلت کے بعد 2021ء سے امامت وخطابت کے درجہ پر جلوہ افروز ہوئے۔

درس: آپ خاموش طبع انسان ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی اس حدیث کا عملی نمونہ ہے ''من صمت نجا'' اور آپ کا درس؟؟؟ اور زائد باتوں سے مبرا ہیں۔استادِ محترم کے درس وتدریس کا انداز دوسرے اساتذہ کی بہ نسبت منفرد ہے۔استادِ محترم سے ہم نے ''دیوان حماسہ'' پڑھی ہے، جس میں آپ ایک ایک طالب علم سے نمبروار سنتے ہیں اور طالب علم کے پڑھنے کے بعد استادِ محترم خود دو تین بار اس شعر کا ترجمہ کر کے طلباء کے ذہن پر نقش کر دیتے اور بارہا کوشش یہ ہوتی ہے کہ عبارت کا ترجمہ آسان سے آسان لفظوں میں ہو تاکہ طلباء کو ترجمہ سمجھنے میں اور یاد کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو اور اگر کوئی شعر قابل مضمون ہو تو آپ اس کی ایسی منفرد سے تشریح کرتے ہیں۔گویا کہ اس شعر کا مقصد طلباء کے سامنے روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے اور آپ ہی کا امتیازی وصف ہے کہ گھنٹہ کے شروع میں، 15 منٹ طلباء کے تکرار یا مطالعے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں اور آپ کی روزِ اوّل سے ہی عادت رہی کہ طلباء سے ہر جمعرات کو پچھلے اسباق سنتے ہیں جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ طلباء کو پورے ہفتہ کا سبق ازبر ہوجاتا ہے۔

اللہ استادِ محترم کو زندگی کے ہر رُخ پر کامیاب وکامران رکھے۔آمین

حضرت مولانا جنید اقبال صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نام: (مولانا) جنید بن جاوید اقبال بن نذیر

ولادت: آپ کی پیدائش 13 اپریل 1982ء میں کراچی الاعظم اسکوائر میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم: آپ نے شروع کی تین کلاسیں علی علی اسکول میں پڑھا، اس کے بعد آپ نے حفظ اور اعدادیہ اوّل اشرف المدارس میں کیا، پھر رائیونڈ کی شاخ باب الاسلام میں اولیٰ تا سادسہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پڑھا، پھر موقوف علیہ اور دورۂ حدیث دو مہینے رائیونڈ میں پڑھا، پھر حاجی صاحب کے حکم سے کچھ طلباء کا انتخاب ہوا جن کو پاکستان کے مختلف مدارس میں بھیجا گیا کہ تعلیم ساتھ ساتھ تبلیغ کا کام بھی کریں اور سال کے لئے وصولی کریں۔ استاد محترم کے لئے جس مدرسہ کا انتخاب ہوا وہ کراچی کی مشہور و معروف دینی درسگاہ جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی تھی۔ آپ کی فراغت 2004ء میں ہوئی، اس کے بعد بزرگوں کی ترتیب پر ایک سال کے لئے خروج فی سبیل اللہ ہوا۔

تدریس: آپ کی قابلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس مدرسہ سے آپ نے پڑھا وہیں آپ نے تدریس کی اور 5 سال تدریس کرتے رہے، وہ مدرسہ رائیونڈ کی شاخ باب الاسلام ہے، پھر باب الاسلام کو اساتذہ کے مشورہ سے خیر آباد کہہ دیا اور آپ جامعہ مدنیہ تشریف لائے اور تا حال طلباء کی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ آپ ایک مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ جامعہ عثمانیہ بفرزون میں امام وخطیب بھی ہیں۔

سلسلہ سند: مولانا سلیم اللہ خان صاحب (رحمہ اللہ)، مولانا جمشید صاحب (رحمہ اللہ) آگے سند معروف ہے۔

تصانیف: آپ کی وہ تصانیف جو زیور طبع سے آراستہ ہو کر علمی اور معاشرتی حلقوں میں داد وتحسین حاصل کر چکی ہیں:

① سنہرے واقعات ② اصلاحی مضامین
③ مضامین قرآن ④ مومن اور اعتراض
⑤ مومن اور جھوٹ ⑥ حج وعمرہ وغیرہ

تدریس: آپ ایک اچھے معلّم ہونے کے ساتھ ساتھ طلباء کے لئے ایک مصلح اور خیر خواہ بھی ہیں، آپ کا انداز درس اپنے اساتذہ کی نشانی ہے، استاد محترم فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنے اساتذہ نے بتایا ہے کہ طلباء کو اچھی طرح عبارت پڑھنا آجائے اور ترجمہ کرنا آجائے تو اس کے لئے یہ کافی ہے، باقی تشریحات وتوضیحات تو آہی جائے گی اور خود استاد محترم کا انداز بھی یہی ہے یعنی طلباء سے اچھی طرح عبارت پڑھوا کر ترجمہ کرنا اور جب آپ کی توجہ طلباء کی اصلاح کی طرف ہوتی ہے تو طلباء کے دلوں پر آپ کے اصلاحی مضامین نقش ہوجاتے ہیں۔ آپ کی نصائح بالخصوص ان طلباء کے لئے زیادہ نفع بخش ہوتی ہیں جو طلباء زمانہ طالب علمی میں ہی اس بات کو اپنی نفسیات بنا لیتے ہیں کہ فراغت کے بعد کماؤں گا کیسے؟ اور کھاؤں کہاں سے؟ ایسے ذہن رکھنے والے طلباء کے لئے استاد محترم فرماتے ہیں کہ آدمی جس فیلڈ میں ہوتا ہے وہی فیلڈ اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے کمانے کا ذریعہ ہوتی ہے، اب اگر وہ اپنی اس فیلڈ کو چھوڑ کر دوسری جگہ اپنی معاش کو تلاش کرے گا تو نہ یہاں کا رہے گا نہ وہاں کا رہے گا اور پھر وہ پریشان ہو کر ادھر ادھر کی ٹھوکریں کھاتا پھرے گا۔

اس کی وضاحت ایک مثال کے ذریعہ سے کرتے ہیں کہ ایک ڈاکٹر ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرے پھر اس کے بعد یہ سوچے کہ مجھے روڈ بنانا ہے یا فلاں کام کرنا ہے وغیرہ تو اوّل تو اس کی وہ پڑھائی ضائع گئی جو اس نے اتنی مشقتوں سے حاصل کی تھی اور لوگ بھی اسے بے وقوف سمجھیں گے کہ اس نے حاصل کیا کیا ہے اور کر کیا رہا ہے، پھر اس مثال کو منطبق کرنے کے لئے فرماتے کہ اللہ نے ہمیں علم دیا، اسی علم کے ذریعہ سے ہی ہمارا معاش کا مسئلہ بھی حل ہوگا اور آخرت کا بھی، اور یہ بھی فرماتے کہ طالب علم زمانہ طالب علمی میں جو سوچ رکھے گا وہی فراغت کے بعد کرے گا اور اللہ رب العزت کا بھی یہ فرمان ہے:

''انا عند ظن عبدی بی'' میں بندہ کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں

یعنی جو مجھ سے جیسا گمان کرے گا وہی اس کے ساتھ ہوگا۔ اسی وجہ سے استاد محترم طلباء کے ذہن کو زمانہ طالب علمی میں دین کی خدمات کے لئے وقتاً فوقتاً ابھارتے رہتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی مختلف موضوعات کے حوالے سے طلباء کی ذہن سازی کرتے رہتے ہیں مثلاً تصوف، تبلیغ، درس و تدریس وغیرہ کے حوالے سے، استاد محترم نے ہمیں مختصر المعانی پڑھائی اور اس سال تفسیر بیضاوی پڑھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استاد محترم کو آباد رکھے۔ آمین

مولانا مفتی طیب صاحب دامت برکاتہم

نام: (مولانا مفتی) محمد طیب بن طاہر بن مقصود

تاریخ پیدائش: آپ کی ولادت 1993ء میں کراچی شہر میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم: آپ نے ناظرہ و قاعدہ اپنے گھر کے قریبی مدرسہ جامعہ الخیریہ میں پڑھا، اس کے بعد حفظ سے لے کر متوسطہ تک سات سال جامعہ قرآنیہ میں زیر تعلیم رہے۔ بعد ازاں آپ کا علمی سفر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کی طرف ہوا جہاں آپ نے اولیٰ سے لے کر دورۂ حدیث تک علم حاصل کیا۔ آپ کی فراغت 2016ء میں ہوئی، پھر اس کے بعد تخصص فی الفقہ الاسلامی کے لئے 2019ء میں معہد العلوم الاسلامیہ کی طرف رخ کیا جہاں آپ تعلیم کے ساتھ ساتھ اساتذہ کے حکم سے بڑے درجات کے لئے امتحان کے پرچہ بھی بناتے رہے۔

تدریس: آپ کی فراغت کے اگلے سال ہی 2017ء میں جامعہ مدنیہ میں ایک معلم ہونے کی حیثیت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے تقرر ہوا اور تا حال مدرسہ ہٰذا میں تدریسی خدمات بڑے شوق و ذوق سے سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کو جو کتاب دی جائے آپ اس کو بخوشی قبول کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ ہدایہ ثالث جو مشکل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ضخیم کتاب ہے نصاب کے حوالے سے، جس کو پڑھانے کے لئے ہر استاد بخوشی آمادہ نہیں ہوتے لیکن استاد محترم کو جب اسے پیش کیا تو ہنستے مسکراتے قبول کر لیا۔ آپ کی عاجزی اور تواضع کا یہ عالم ہے کہ کسی طالب علم نے آپ سے پوچھا کہ استاذ جی آپ سابعہ تک پہنچ گئے، ہدایہ ثالث پڑھاتے ہیں، آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ تو استاد محترم نے بہت پیارا جواب دیا کہ بیٹا ہمیں تو صرف پڑھانا ہے خواہ قاعدہ ہی کیوں نہ ہو۔

طرز تدریس: آپ عاجزی و انکساری کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں اور انتہائی سادہ مزاج کے مالک ہیں، جن جن طلباء نے آپ سے پڑھا ہے وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ خود آپ کا معمول بھی یہی ہے کہ تقریر سادہ، کتاب کے مطابق دلنشین ہوتی ہے۔ اگر محسوس فرماتے ہیں کہ کوئی طالب علم اس میں زیادہ معلومات چاہتا ہے تو اس کو کتاب کا حوالہ دے دیتے ہیں کہ فلاں کتاب میں اس بحث کو دیکھ لیا جائے۔ دورانِ درس یا اس کے علاوہ آپ سے اگر کوئی طالب علم کسی بھی موضوع کے حوالے سے سوال کرتے ہیں تو آپ انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ اس کا واضح اور شافی جواب دیتے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ استاد محترم فرماتے ہیں کہ مجھے مطالعہ کا شوق و ذوق بچپن ہی سے ہے۔

مطالعہ کے دوران آپ کتب بینی یوں کرتے ہیں کہ دیکھنے والا آپ کو دنیا و مافیہا سے بے خبر سمجھتا ہے۔ گویا آپ کو لذات الافکار خیر من لذات الأبکار کی حقیقت حاصل ہے۔ آپ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اتنی کم عمری میں طلباء کرام آپ کے اردگرد منڈلاتے رہتے ہیں جس کی وجہ آپ کا اندازِ گفتگو، شیریں کلام اور طالب علم کے ساتھ مثل رفیق کے مانند برتاؤ کرنا ہے۔

استاد محترم نے ہمیں گزشتہ سالوں میں ''نور الانوار، آثار السنن، معین الفلسفہ، انتبہات مفیدہ'' پڑھائی، امسال ہمیں ہدایہ ثالث کا درس دے رہے ہیں اور ایسے انوکھے انداز سے درس دیتے ہیں کہ مسئلہ کو مثال کے ساتھ کچھ اس طرح واضح کرتے ہیں، جس سے مسئلہ تو سمجھ آہی جاتی ہے، ساتھ میں وہ ایک لطیفہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس سے طلباء میں خوب نشاط پیدا ہوتا ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ استاد محترم کی زندگی میں، عمل میں، اولاد میں خوب برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

نام: (مولانا مفتی) عبدالرحمٰن بن محمد اظہار الحق محمد نفی

ولادت: آپ کی ولادت 7 نومبر 1989ء میں کراچی کا علاقہ گلشن اقبال میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم: آپ نے قاعدہ و ناظرہ و حفظ جامعہ اشرف المدارس میں پڑھا، پھر اس کے ساتھ اعدادیات کے لئے بیت المکرم تشریف لے گئے، پھر ابتدائی اولیٰ ثالثہ جامعۃ الابرار عزیز آباد میں پڑھے، پھر آپ نے گلشن عمر، سراب گوٹھ کی طرف رخ کیا وہاں سابعہ تک زیر تعلیم رہے۔ دورۂ حدیث اور تخصص فی الفقہ الاسلامی جامعہ بنوری ٹاؤن میں فرمایا، سن فراغت 2013ء ہے۔

تدریس: آپ نے مدینۃ العلوم میں سات سال پڑھایا جس میں اعدادیہ اوّل سے لے کر سادسہ تک کے درجات شامل تھے۔ مدینۃ العلوم کو خیر آباد کہنے کے بعد آپ نے جامعہ مدنیہ کو اپنی تشریف آوری سے شرف بخشا اور تاحال مدرسہ ہٰذا میں پڑھا رہے ہیں۔

درس: اللہ تعالیٰ نے استاد محترم کو ایسا مشفقانہ سلیقہ عطا فرمایا اور ایسے کمالات سے نوازا جن کو یہاں چند سطور پر جمع کرنا آسان نہیں۔ استاد محترم کا انداز درس ایسا ہے کہ سامع کے اوپر پورا گھنٹہ ایسا گزر جاتا ہے کہ کوئی اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔ استاد جی کا گھنٹہ جیسے ہی شروع ہونے لگتا ہے تو درسگاہ میں تشریف لے آتے ہیں اور سب سے پہلے کلاس میں گزشتہ سبق کے تکرار کے بارے میں پوچھتے ہیں، جس کی وجہ سے طلباء میں تکرار کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اس کے بعد استاد محترم پڑھے ہوئے سبق کا خلاصہ سناتے ہیں، جس میں استاد جی کی چاہت یہ ہوتی ہے کہ کمزور سے کمزور طالب علم بھی پورا پورا سمجھ جائے۔ پھر عبارت بمع ترجمہ ایسی جامع اور مانع تشریح کے ساتھ کہ طالب علم کی علمی پیاس بجھ جاتی ہے۔ استاد محترم کی یہ صفت بھی قابل ذکر ہے کہ آخری پانچ منٹ طلباء کے لئے چھوڑ دیتے ہیں تاکہ طلباء کو جن مقامات میں دقت ہو استاد جی کے سامنے پیش کریں اور استاد جی کو اللہ نے ایسی علمی قابلیت عطا فرمائی ہے کہ کتاب میں کسی بھی لفظ کے بارے میں پوچھا جائے تو استاذ جی بغیر آگے پیچھے کے عبارت کو دیکھتے ہوئے پچھلے سبق کا بھی خلاصہ سنا دیتے ہیں اور آگے کا بھی، یہ آپ کی علمی مہارت کی واضح دلیل ہے۔

رب لم یزل سے دعا ہے کہ ایسی شخصیات کا سایہ ہم پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اشفاق خان یوسف زئی (درجہ سادسہ)

باغ مدنیہ کے باغبانِ اوّل

الحمد لحضرۃ الجلالۃ:

والصلاۃ والسلام لخاتم الرسالۃ۔

الٰہی تیری قدرت کا ظہور ہے کہ یہ تماشے دکھلاتا ہے پھر ان کو پردۂ اخفاء میں چھپاتا ہے، کیسے کیسے آفتاب طلوع ہوئے اور چمک دمک دکھلا کر پھر غروب ہو گئے۔ الٰہی آسمان ایک بلبلہ اور زمین ایک مشت خاک اور تو سب میں جلوہ گر اور سب سے برتر اعلیٰ و بالا اکمل و احسن تیری ذات ہے۔

بندہ بے نوا کو ''باغ مدنیہ کے باغبان اوّل'' کے عنوان کے تحت اپنے انتہائی معزز و مکرم استاد محترم مولانا یونس ساجد نور اللہ مرقدہٗ کی شان میں الفاظ کا گلدستہ پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ بندہ اس اعتراف کے ساتھ قلم کو حرکت دے رہا ہے کہ میرے الفاظ کا یہ گلدستہ ان کی شان کو نمایاں کرنے میں ایک ناتواں اور ناتمام کوشش ہے۔

نام: (مولانا) یونس ساجد بن جعفر علی صاحب

ولادت وابتدائی تعلیم:

10 اکتوبر 1971ء کی ایک فرحت انگیز شب کی سپیدہ سحر محترم جعفر علی صاحب کے لئے جان افزا نوید لے کر آئی، تحصیل ٹبہ سلطان پور کی پسماندہ بستی میں بنیادی سہولت سے محروم اس گھر میں آج ہر طرف خوشی و مسرت کے قمقمے ہیں، دور دور تک غم کے سائے چھٹتے نظر آتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو؟ نادار دہقان کے آنگن میں چاند نظر آیا ہے اور ہر طرف سے مبارکباد کی صدائیں ہیں۔ ہاں یہ سب خدائے عزوجل کی تقسیم ہے جسے چاہے دے دے، جس سے چاہے روک دے۔ اس کے ہاں غنی و فقیر سب برابر ہیں، اس گوہر نایاب کو محمد یونس کے نام سے موسوم کر دیا گیا، اس کی پرورش کے نگران جوڑے نے رب کے اس نایاب عطیہ کو جان سے عزیز جانا اور لمحہ بہ لمحہ اس کی خیر خواہی اور تعلیم و تربیت میں جت گئے۔ یہ والدین کا لختِ جگر ابھی چند سال ہی کا تھا کہ اسے مقامی پرائمری اسکول میں داخل کرا دیا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ اساتذہ کا نور نظر بن گیا، محنت اس کی گھٹی میں تھی اور ذہانت و فطانت رب کا دیا ہوا بہت تھا، وہ جماعت کا لائق طالب علم ہی نہیں بلکہ ہر امتحان میں عمدہ نمبرات لینا ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔ پانچویں جماعت تک عصری تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس گوہر نایاب کی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہوا اور اسکول کی تعلیم کو الوداع کہہ دیا اور علم نبوی ان کی مطمع نظر بن گئی اور یوں وہ ٹبہ سلطان پور کی ایک عظیم دینہ درسگاہ مدرسہ عربیہ ضیاء الاسلام کی مبارک فضاؤں میں علم حقیقی سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بہرہ ور ہونے لگے۔ اس عظیم الشان درسگاہ میں اس گوہر نایاب نے فقط 11 سال کی عمر میں قرآن جیسی لازوال نعمت کو اپنے قلب پر نقش کر لیا تھا۔ حفظ قرآن کے بعد اپنے وطن کو خیر آباد کہہ دیا اور جہانیاں تشریف لائے اور وہاں درجہ ثانیہ تک علوم نبوت کے حصول میں انتہائی شوق اور جستجو کے ساتھ مشغول رہے۔

جامعہ خیرالمدارس (مرکز وفاق المدارس العربیہ پاکستان) میں آپ کی آمد:

آپ کا ارادہ تو یہ تھا کہ درس نظامی کی تکمیل جہانیاں ہی میں ہو مگر رب لم یزل کو کچھ اور ہی مقصود نظر تھا، جہانیاں میں جس مدرسہ میں آپ زیر تعلیم تھے وہاں کے وہ مشفق اساتذہ کرام آپ کے علمی انہاک، علمی شغف اور مخفی صلاحیتوں سے بخوبی باخبر تھے، اسی وجہ سے انہوں نے آپ کو ایک مسئلہ پر فتویٰ لینے کے لئے جامعہ خیرالمدارس بھیجا، وہاں دارالافتاء میں موجود مفتیان کرام سے آپ کی گفتگو ہوئی، آپ علمی اور مدلل انداز میں فتویٰ کو طلب کرنا چارہے تھے جس کی وجہ سے آپ کی ان مخفی صلاحیتوں کا پردہ چاک ہوا تو آپ کے اس علمی شوق اور علمی انہاک نے ''جامعہ خیرالمدارس'' کے استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب نور اللہ مرقدہٗ (مرتب خیر الفتاویٰ) کو اس بات کی طرف مجبور کیا کہ وہ آپ سے ہم کلام ہو جائیں۔ استاذ الحدیث کی حکمت بھری نظر نے اس گوہر نایاب کو پہچان لیا تھا کہ یہ وقت کا مقتدیٰ بنے گا، گویا کہ شاعر نے اسی منظر کو سراہتے ہوئے کہا ہے کہ ؎

کہ نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہے زمانہ کی
کہاں چھپتا ہے پھول پتوں میں نہاں ہو کر

استاذ الحدیث کا شمار جامعہ کے ان تجربہ کار دانشمند اور دانشور اساتذہ کرام میں ہوتا ہے جو سنگ پاروں سے ہیرے تلاش کر لیتے ہیں جو ایک نظر میں بھانپ لیتے ہیں کہ یہ ہیرا ہے یا پتھر، اگر ہیرا ہو تو تاج میں جوڑ دیتے ہیں ورنہ عمارتوں میں لگا کر تاج محل اور لال قلعہ بنا دیتے۔ استاذ الحدیث نے ان کی علمی جستجو اور علمی شوق و ذوق کو دیکھ کر آپ کو جامعہ میں آنے کی دعوت دی۔ درجہ ثانیہ کا امتحان امتیازی نمبرات سے پاس کرنے کے بعد آپ نے اپنے مشفق اور روحانی و جسمانی مربیوں کی مشارت سے آپ نے اس قلبی پیاس کو بجھانے کے لئے جامعہ کی طرف رخت سفر باندھا۔ اس آٹھ سالہ پُرکٹھن سفر کے ان پرخطر راستوں کو انتہائی سنبھل کر اور کانٹوں سے بچتے ہوئے پھولوں کو چنتے گئے بالآخر اس گھڑی نے بھی جنم لیا کہ 1995ء میں رب لم یزل نے علوم نبوت کا یہ عظیم سہرا آپ کے سر پر سجا دیا اور درس نظامی تکمیل پذیر ہوئی۔

سلسلہ سند:

آپ نے مولانا صدیق صاحب رحمہ اللہ سے انہوں شیخ الحدیث مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ سے انہوں نے شیخ الحدیث مولانا یٰسین سرندی رحمہ اللہ سے انہوں نے شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ سے، آگے سلسلہ مشہور ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بیعت سلوک:

اولاً حضرت مولانا نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ سے اور بعد میں حضرت مولانا پیر مختار الدین شاہ صاحب سے بیعت کا سلسلہ رکھا جو تاحیات چلتا رہا۔

دینی خدمات:

زمانہ طالب علمی ہی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر دین کی خدمت کا ملکہ رکھا تھا، موصوف درجہ سابعہ ہی میں تھے کہ ملتان کی جامع مسجد فاطمہؓ میں امامت کے منصب پر فائز ہوئے۔ دو سال تک امامت کے فرائض سرانجام دینے کے بعد آپ کی درس نظامی سے تحصیل فراغت ہوگئی تھی تو اس گوہر نایاب کو اللہ تعالیٰ نے خدمت کے ملکہ سے مالا مال فرمایا ہی تھا، اب اللہ کو کچھ اور ہی مقصود تھا کہ یہاں سے فراغت کے بعد ملتان کے تبلیغی مرکز ''جامد مسجد ابدالی'' میں امامت کے منصب پر فائز ہوئے۔ ساتھ متصل مدرسہ کی نظامت بھی سنبھالی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے درس وتدریس کا مشغلہ بھی جاری رکھا۔ دو سال تک اسی مسجد و مدرسہ میں دینی خدمات سرانجام دیتے رہے مگر خدائے رحمٰن نے اس گوہر نایاب سے کچھ منفرد انداز میں بھی دین کا کام لینا تھا۔ استاذ الحدیث مفتی محمد انور صاحب رحمہ اللہ کی مشاورت سے آپ نے اپنے آبائی وطن کو اب مستقل طور پر الوداع کہہ ڈالا اور شہر کراچی کے لئے رخت سفر باندھا۔ موصوف 1997ء میں شہر کراچی میں نارتھ ناظم آباد بلاک I کی جامع مسجد مدنی میں امامت اور خطابت کے منصب پر فائز ہوگئے۔ اس کے ساتھ آپ نے ایک ایسے گلشن کی بنیاد بھی رکھی، جواب خواب یونسؒ، گلشن نعیم اور فکر حبیب کا نظارہ پیش کر رہی ہے، جس میں آج بھی ایک کثیر تعداد میں طلباء کام اپنی علمی پیاس بجھانے میں مصروف عمل ہیں۔ مدنی جامع مسجد و متصل مدرسہ میں آپ ۲۴ سال تک امامت و خطابت اور نظامت کے عہدے پر فائز رہے۔ اس کے علاوہ آپ قرآن جیسی لازوال نعمت کی خدمت سے بھی پیچھے نہ رہے، آپ نے 1997ء سے لے کر 2007ء تک قرآن کی خدمت کی، ان سالوں میں ایک کثیر تعداد میں طلباء کرام قرآن کی لازوال نعمت سے مالا مال ہوئے، یہ آپ کے لئے آخرت کا وہ بہترین توشہ تھا جو آپ نے تیار کر کے آگے بھیج دیا تھا۔

عملیات کی ابتداء:

سب سے پہلے آپ نے اپنے استاد الحدیث مولانا مفتی محمد انور صاحب سے اس کی ابتداء کی، یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے آپ پر بے شمار احسانات کئے، ہر فن مولیٰ بنایا آپ کو اور یہی ہستی جو کہ بعد میں آپ کے سسر بھی بنے، پھر اس کے بعد آپ نے مولانا امان اللہ صاحب سے باقاعدہ اجازت لے کر اس کام کا آغاز کیا۔ رب لم یزل نے آپ کے ہاتھوں میں ایسی شفاء کاملہ رکھی تھی کہ دور دراز سے لوگ آپ پر اعتماد کر کے آئے، آپ بہت ہی عمدہ اور نہایت آسان طریق سے معالجہ فرماتے۔ ہاں آپ کی ہمیشہ یہی نصیحت نوک زبان پر ہوتی کہ یہ علاج و وظائف فقط سبب ہے، جو ہم کو سلف واکابر ملت سے ملا ہے، باقی رہی بات شفاء کی تو وہ ذاتِ حقیقی کی طرف سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے۔آپ کے عملیات میں اکثر وظائف نماز سے معلق تھے تاکہ مریض نماز کا بھی پابند رہے، رجوع الی اللہ بھی اورعلاج بھی ہو۔اس عملیات کے کام کے ساتھ ساتھ آپ ان لوگوں کو دینی خدمات پر بھی ابھارتے، لمحہ بہ لمحہ آپ اصلاح وتبلیغ کی گفتگو بھی فرماتے، اس تھوڑے سے وقت میں لوگ آپ کی اس حکمت بھری گفتگو سے متاثر ہوجاتے اورخشیت الٰہی ان کے دلوں میں سرایت کرجاتی اوردین محمدیہ ﷺ پر عمل پیرا ہوجاتے۔

آپ کی طرز نظامت نمونہ اسلاف:

خشیت الٰہی ہر لمحہ آپ کے پیش نظر ہوتی، بیک وقت آپ تین مدرسوں کے مدیر اعلیٰ تھے مگر خوف الٰہی اس قدر تھا کہ ہر مدرسہ کے حساب کے لئے آپ نے علیحدہ رجسٹر بنوایا تھا، ہر مدرسہ کا حساب علیحدہ کرتے، اگر آپ کسی ایک مدرسہ کے کام جاتے تو اس مدرسے کے اخراجات سے دوسرے مدرسے کے کام نہ کرتے، اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں ایک مدرسہ کا سرمایہ دوسرے میں استعمال نہ ہو، اگر ضرورت پڑ بھی جاتی تو پھر اپنی ذاتی آمدن سے خرچ کرتے اور پھر ایک عام کرایہ کے طور پر وصول کرتے۔آپ تین مدرسوں کے مدیر اعلیٰ تھے مگر سادگی اس قدر تھی کہ کبھی آپ کے قول وفعل سے یہ ظاہر نہ ہوا کہ آپ تین مدرسوں کے مدیر اعلیٰ ہیں، اساتذہ وطلباء کے ساتھ آپ کی انتہاء درجہ کی محبت تھی، سال کے درمیان میں آپ طلباء کرام کے لئے ایک شاہانہ اور پرلطف کھانوں کا دسترخوان سجاتے، جس سے طلباء کرام خوب لطف اندوز ہوتے۔اس دعوت کے اندر جامعہ ابراہیمیہ (گلشن معمار) اور جامعہ مدنیہ کے طلباء کرام کی ضیافت فرماتے اور سارے طلباء ہمیشہ آپ کے اس خلوص ومحبت اورعقیدت کے بدلے آپ کی عمر درازی کے لئے قدم بہ قدم دعا گو رہتے۔

علماء اورعوام میں آپ کی محبوبیت ومقبولیت:

استاد محترم کو ان کے خاندانی شرف نیز خود آپ کی طبعی سنجیدگی، ذہانت وفطانت، علم کے کمال شوق، رعب دار چہرہ، بے مثل خطابت، بے داغ کردار، مجاہدانہ کردار اور گوں ناگوں صلاحیتوں کی وجہ سے لوگ آپ کے ساتھ بڑی والہانہ محبت کرتے۔آپ کے ساتھ لوگوں کا معاملہ خصوصیت کا تھا، لوگ آپ کو دیکھتے اور محبت کی نگاہ ڈالتے، آپ کے عمر درازی کے لئے لمحہ بہ لمحہ دعا گو رہتے۔آپ کی علمی ترقی سے انہیں خوشی ہوتی اور حوصلہ افزاء کلمات سے آپ کی ہمت افزائی کرتے۔اسی طرح آپ کی مخفی صلاحیتیں ابھریں اور آپ میں مزید ہمت، جوش اور جذبہ پیدا ہوتا جس سے آپ کی علم ترقی میں اضافہ ہوتا۔اللہ رب العزت نے آپ کو افہام کا ایک وافر حصہ عطاء فرمایا تھا۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ سادگی میں اسلاف کی یاد ہے، سنجیدگی اور وقار، عاجزی وانکساری، پابندئ وقت، ضوابط جامعہ کا لحاظ، چھوٹوں پر شفقت بلکہ اپنے ہم عصروں کا بھی حد درجہ احترام اور زندگی کے ہر گوشے میں اتباع سنت آپ کے وہ اوصاف حمیدہ ہیں جو ہم طلباء کے لئے مشعل راہ ہیں۔قربان جاؤں استاد محترم پر اگرچہ بادشاہ صفت آدمی نہ تھے، مگر بادشاہ صفت درویش ضرور تھے، مانا کہ انہیں تاج وتخت نصیب نہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہوالیکن ان کے اس دل و دماغ سے کون انکار کرسکتا ہے جو تاج وتخت کے لئے باعث افتخار ہوتا ہے۔ان کا علمی جاہ وجلال کسی طرح اس جاہ وجلال سے کم نہ تھا جو ایک سیاسی بادشاہ کو حاصل ہوتا ہے مگر آپ ہمارے لئے کسی بادشاہ سے کم نہ تھے،آپ کی وہ مخلصانہ شخصیت آج بھی ہمارے دلوں میں حیات ہے۔

تاریخ وفات:

13 ستمبر بروز اتوار 2021ء وہ سیاہ دن ہے جس دن ہم سے وہ عظیم اور پرشفقت سایہ چھن گیا، کسے خبر تھی کہ وہ عظیم ہستی ہم سے اتنی جلدی جدا ہوجائے گی اور اتنی دور چلی جائے گی کہ نہ سلام زبانی آئے گا اور نہ پیام تحریری ملے گا۔آپ کا یہ سایہ ہم سے چلے جانا قیامت صغریٰ کی منظرکشی کررہا تھا، وہ پُرنور چہرہ اب کہاں نظر آئے گا وہ آواز مبارک وہ لب ولہجہ، جس میں خلوص کی شیرینی اور چاہتوں کی جانشینی گھلی ہوئی تھی، اب ہم کہاں پائیں گے، آپ کا پاکیزہ اور مجاہدانہ کردار جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے، یہ عظیم سرمایہ، یہ باغ و بہار شخصیت اب ہم میں نہیں رہی۔شاعر نے اس منظر کا نقشہ یوں پہنچا ہے ؎

کہ تم کیا گئے کہ دل میں اندھیرا سا چھا گیا
شمع حیات ہوگی مدہم تیرے بغیر

اب کا یہ دائمی سکوت ہمارے لئے نہایت اذیت ناک ہے، یہ تو ٹھیک ہے کہ اس دنیا کی ہر شی راہبی ہے، جلد یا بدیر سب کو چلے جانا ہے تاہم آپ کی ابھی بہت ضرورت تھی، اس پرآشوب زمانے میں ایک مخلص اور بے غرض، ایک بہی خواہ، ایک دعا گو کا یوں اچانک بچھڑ جانا کسی قیامت سے کم نہیں۔ہم آج اس باب الدعاء کے بند ہوجانے سے ایک عظیم نقصان سے دوچار ہوگئے۔بالآخر یہ عظیم شخصیت اس دارفانی سے دارالبقاء کی طرف ہم سے کوچ کر گئے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے رُت ہی بدل گیا
وہ ایک شخص پورے جامعہ کو ویراں کر گیا

راقم نے اپنی استطاعت کے مطابق الفاظ کا یہ گلدستہ آپ کی شان کو اجاگر کرنے کے لئے پیش کیا، اگرچہ آپ کی زندگی کے ان ۵۱ سالوں پر ایک مستقل سوانح بن سکتی ہے کیونکہ آپ کی زندگی ہر لمحہ ہر گوشہ امت کے لئے مشعل راہ ہے۔راقم اپنے قلم کو لگام دیتے ہوئے اس شعر پر تتمہ کرنا چاہتا ہے کہ ؎

میں بلبل نادان ہوں ایک اجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں محتاج کو دانا دے

الٰہی تجھ سے التجاء ہے کہ استاذ محترم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس کی نعمتوں سے نواز دے اور ہر لمحہ انوارات کی بارش برسا دیجئے۔آمین

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

درس نظامی... مختصر تعارف

مولوی سہیل عامر (درجہ دورۂ حدیث)

درس نظامی کیا ہے؟ درس نظامی ایک منظم تعلیمی نظام ہے جو اسلامی علوم کی تعلیم کے لئے ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ نظام اسلامی فقہ، اصولِ فقہ، تفسیر، حدیث، عربی ادب، منطق اور اسلامی تاریخ کی تعلیم فراہم کرتا ہے۔

درس نظامی کی تاریخ: درس نظامی ایک منظم تعلیمی نظام ہے، جس کو بارہویں صدی کے مشہور عالم ملا نظام الدین سہلوی نے موجودہ تعلیمی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتب کیا تاکہ دینی علوم کو جدید انداز میں سمجھایا جاسکے۔ انہوں نے بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے طرز پر نصاب ترتیب دیا اور انہی کی طرف اس نصاب کی نسبت کرتے ہوئے اسے ''درسِ نظامی'' کہا جاتا ہے۔

درس نظامی کا مقصد

① **اسلامی علوم کی تعلیم:** درس نظامی کا بنیادی مقصد اسلامی فقہ، اصولِ فقہ، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، عربی زبان کے جملہ علوم وفنون کی تعلیم فراہم کرنا ہے۔

② **علماء کی تیاری:** اس نظام کا مقصد ایسے علماء تیار کرنا ہے جو اسلامی قوانین، اصول اور روایات کی گہرائی سے سمجھ بوجھ رکھتے ہوں اور دینی مسائل میں رہنمائی فراہم کرسکیں۔

③ **دینی فکر کی ترویج:** درس نظامی اسلامی فکر اور دینی نظریات کی ترویج میں مدد فراہم کرتا ہے تاکہ اسلامی تعلیمات کو صحیح طریقے سے سمجھا اور عمل کیا جاسکے۔

④ **تعلیمی معیارات کا قیام:** اس نظام کے ذریعہ ایک معیاری تعلیمی نصاب متعارف کرا گیا ہے جو اسلامی علوم کی تدریس کو منظم اور مستحکم کرتا ہے۔

درس نظامی کی خصوصیات

درس نظامی کی بہت سی خصوصیات ہیں جو اسے منفرد اور اہم تعلیمی نظام بناتی ہیں، یہ نصاب مختلف شعبوں کی جامعیت میں جانا جاتا ہے۔ درس نظامی کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

① **جامعیت اور وسعت:** درس نظامی میں اسلامی علوم کے تقریباً بڑے شعبے شامل ہیں، جیسے کہ:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قرآن وتفسیر: قرآن کی تلاوت، ترجمہ، تفسیری علوم

حدیث: احادیث نبوی ﷺ کی تفسیر اور تشریح۔

فقہ: اسلامی قانون اور اس کے اصول اور جزئیات۔

عقائد: ایمان اور اسلامی نظریات کی تعلیم۔

منطق وفلسفہ: عقلی علوم، منطقی دلائل اور فلسفے کی تعلیم۔

② **عربی زبان پر زور:** درس نظامی میں عربی زبان کی تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ عربی، صرف ونحو (گرامر) اور ادب کا مطالعہ نصاب کا لازمی حصہ ہے تاکہ طلباء کو قرآن وحدیث اور اسلامی علوم کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں مدد ملے۔

③ **منطقی اور فلسفیانہ تربیت:** درس نظامی میں منطق (Logic) اور فلسفے پر خاص توجہ دی جاتی ہے تاکہ طلباء علمی بحث ومباحثہ اور دلائل کو سمجھنے میں اور ان کا جواب دینے میں ماہر ہوسکیں۔

④ **استدلالی فکریٔ تربیت:** درس نظامی طلباء کو استدلالی اور تجزیاتی فکر کی تربیت دیتا ہے۔ فقہ اور اصولِ فقہ تعلیمات میں طلباء کو مسائل کا گہرا تجزیہ اور شرعی حال تلاش کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔

⑤ **تدریجی ترقی:** درس نظامی کی تعلیم میں تدریج کا اصول ہے۔ ابتدائی سطح پر عربی زبان اور بنیادی فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جیسے جیسے طلباء آگے بڑھتے ہیں وہ تفسیر، حدیث، فلسفہ اور منطق جیسے پیچیدہ موضوعات پر عبور حاصل کرتے ہیں۔

⑥ **تاریخی اور ثقافتی اہمیت:** برصغیر کے مدارس میں ایک اہم تعلیمی روایت رہی ہے جس نے ہزاروں علماء اور فقہاء کو تیار کیا۔ اس نظام نے اسلامی تعلیمات کو زندہ رکھنے پھیلانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

⑦ **علماء کی تربیت:** یہ نصاب علماء کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنے علم کو نا صرف مقامی سطح پر بلکہ عالم اسلام میں بھی مؤثر طریقے سے استعمال کرسکیں۔ درس نظامی کے فارغ التحصیل علماء نے معاشرتی اور دینی معاملات میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ درس نظامی کی یہ خصوصیات اسے ایک مکمل اور معیاری تعلیمی نظام بناتی ہیں جو اسلامی علوم کی فروغ اور تدوین میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(مولوی)
لقمان بن خالد
درجہ دورۂ حدیث

دعوتِ دین کے قرآنی اصول

بات کا آغاز رب کریم کے ارشاد مبارک فرمانِ منور و معطر سے کرتے ہیں:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط (النحل، آیت ۱۲۵)

آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دعوتِ دین کے تمام اصولوں وضوابط کو تین خانوں میں سمیٹ دیا ہے۔ دعوتِ دین میں حکمت ہو، موعظۃ حسنہ بھی ہو اور بوقت ضرورت جدال حسنہ بھی ہو۔

دو چیزوں کے جاننے کا نام حکمت ہے یعنی ''فقه الاحکام'' (شریعت مطہرہ کے احکام کی معرفت) اور ''فقه الواقع'' زمینی حقائق اور واقعات کا صحیح علم) جب تک آپ زمینی واقعات سے آگاہ نہیں ہوں گے۔ اس وقت تک اصول شریعت کو واقع پر صحیح طریقے سے منطبق کر سکتے، کس آدمی کو کس مرحلے پر کس انداز سے متاثر کیا جا سکتا ہے۔ یہی واقع کا علم ہے، جیسے نبی کریم ﷺ نے جب حضرت معاذ کو بھیجا تو فرمایا:

اُدْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنْ هُمْ أَجَابُوا لِذَالِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ افترض عليهم خمس صلوات فى اليوم والليلة ...الخ.

پہلے کلمۂ توحید کی طرف بلانا پھر بعد میں نماز کی طرف لے کر آنا اور جب پانچ وقت کی نماز کو قبول کر لیں پھر زکوٰۃ کی طرف ......تدریجاً احکام بتاتے اور عمل کروانے کی تلقین اس لئے دی جا رہی ہے کہ کہیں وہ بھاگ نہ جائیں اسی کا نام واقع کی معرفت ہے۔

دوسرا ضابطہ موعظۃ حسنہ (خوش اسلوبی، صحیح ڈھنگ) ہے۔ یہ مثل شجر ہے، جس کی مضبوط جڑیں، طاقتور تنے، دور دراز پھیلی شاخیں اور گھنے پتے اسے خوبصورت، خوشنما، خوش رنگ اور قابل دید بنا دے، نیچے ستانے اور آرام کرنے والوں کے لئے خوشبو بکھرے اور لطف اندوزی کا ذریعہ ہو۔ یہی موعظہ حسنہ ہے۔ جس کی جڑیں رب کریم کے فرمانِ مبارک ''فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا'' (طٰہٰ، آیت ۴۴) سے مضبوط ہوں۔ زمانہ کے جابر وظالم کی طرف بھیجتے ہوئے بھی نرم گفتگو کرنے کی تلقین کی گئی۔ جس کا تنا خداوندقدوس کے حکم مبارک ''مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ'' (سورۃ ق، آیت ۱۸) سے قوی ہو، ہر آن، ہر گھڑی اسی کو ملحوظ خاطر رکھنے کی فکر دامن گیر مثل نفس ہو یعنی شرقاً و غرباً گویائی کرنے سے احتراز ہو، جس کے سائے سے مستفید ہونے والوں کو یہ پیام ملے:

''يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ'' کہ ہر حکم رب ذوالجلال کو آگے پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

’’قُولُوا قَوْلًا سَدِيْدًا‘‘ یعنی موقع محل دیکھ کر گفتگو کرنا۔‘‘
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ‘‘(ابراہیم،آیت ۴)
سامعین کی زبان میں ہی گفت وشنید کرنا۔
’’لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ‘‘ (الشعراء،آیت ۳) دردِ کے ساتھ پیغام رساں بننا۔

یہی اساس:’’اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ‘‘ کی کھوئی ہوئی عملی تصویر کو منصۂ شہود پر لے آئے گی،جس کے ہر ہر گوشہ سے’’وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ‘‘ اخلاص کا درس ملے،دنیوی غرض بے جان بنادیتی ہے،یہ جھولی میں آگرے۔

تیسرا ضابطہ:’’جدال بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ‘‘ ہے،اچھے نرالے انداز سے مخاطبین کو پُراطمینان کردینا،اسی کے ساتھ بوقت ضرورت’’اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا‘‘ سلام کہہ کر الوداع کی اجازت لے لینا۔اہل علم کے جدالِ حسنہ کی بنیاد علمی دلائل پر ہے،دیگر احباب کے لئے’’السلام‘‘ کا ضابطہ نہایت سہل وآسان اور امن وسکون کا سبب ہے۔

یارب!ہمیں جگا دیجئے،ہماری بگڑی بنادیجئے،ہمیں قرآن وحدیث کا صحیح داعی بنادیجئے۔

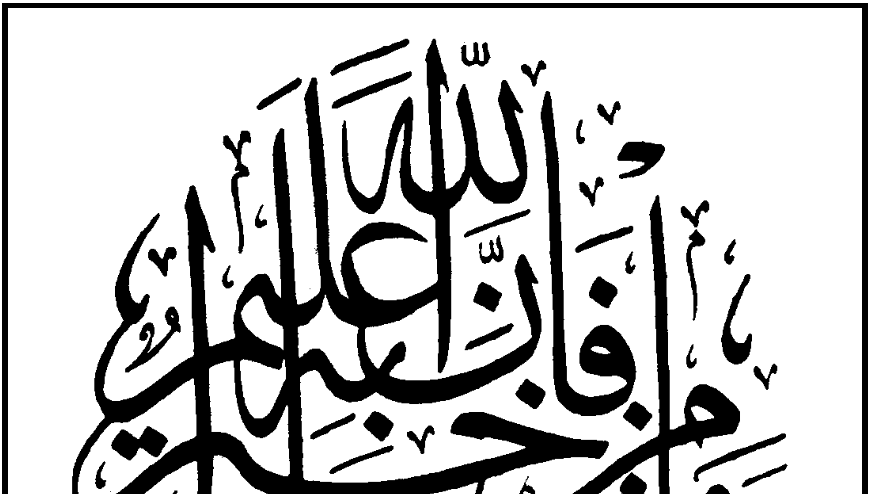

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

روحانی اسبابِ رزق

(مولوی) محمد اسجد (درجہ دورۂ حدیث)

انسان کی فطرت ہے کہ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے تو وہ اس کے ازالے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ دین اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے، اسلام نے کسی موقع پر مسلمانوں کو تنہا نہیں چھوڑا بلکہ دکھ اور مصیبت کے وقت بھی مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی اور اعمال کی طرف اور اعمالِ روحانی کی طرف ہماری توجہ مبذول فرمائی۔ شریعت محمدیہ نے اگرچہ مادی اسباب اختیار کرنے کی اجازت دی ہے لیکن زیادہ زور روحانی اسباب پر دیا ہے اور اسے اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے۔

انسان رزق کے حصول اور اس کی زیادتی کے لئے مارے مارے پھرتا ہے اور در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے لیکن نادان اس پر غور نہیں کرتا کہ رزق کے خزانے تو اللہ جل شانہٗ کے پاس ہیں، وہاں سے جب تک رزق کا فیصلہ نہ ہو تو کہیں سے بھی نہیں ملتا۔ آج کے دور میں ہر شخص مادی اسباب کو اصل سمجھ کر اس میں لگا ہوا ہے، روحانی اسباب کی طرف بالکل توجہ نہیں، یہ بڑی غلطی ہے۔ یہ درست ہے کہ مادی اسباب کو چھوڑنے کا حکم شریعت نے نہیں دیا لیکن روحانی اختیار کرنے کی تاکید آئی ہے۔

ہر انسان رزق کے بارے میں پریشان نظر آتا ہے، حصولِ رزق کے لئے دنیاوی اسباب میں غور وفکر ہو رہا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حصولِ رزق کے دینی اسباب کو خوب وضاحت سے بیان فرمایا ہے، اگر ہم ان اسباب میں غور وفکر کریں اور ان کو اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ ہمارے رزق کے دروازے ہر جانب سے کھول دیں گے۔

روحانی اسباب رزق تتبع کے مطابق حسب ذیل ہیں:

① توبہ واستغفار	② تقویٰ و پرہیزگاری
③ توکل علی اللہ	④ عبادت میں انہماک
⑤ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا	⑥ صلہ رحمی واقرباء پروری
⑦ سورۃ الواقعہ کی تلاوت	⑧ کمزوروں کے ساتھ حسن سلوک
⑨ صبح سویرے کام شروع کرنا	⑩ شکر نعمت
⑪ تقدیر پر راضی رہنا	⑫ حصولِ علم
⑬ پانچ وقت کی نماز پڑھنا	⑭ کثرت سے دعا کرنا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

⑮ درود شریف کا پڑھنا ⑯ جہاد کرنا
⑰ حج وعمرہ کرنا ⑱ نکاح کرنا

قارئین! اب ان میں سے بعض کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ اور فرمانِ نبوی پیش خدمت ہے۔

توبہ واستغفار:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بکثرت استغفار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ہر غم سے چھٹکارا اور ہر تنگی سے کشادگی عنایت فرماتے ہیں اور اسے ایسی راہوں سے رزق عطا فرماتے ہیں؟ جس کا وہم وگمان میں بھی گزر نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد)

اللہ کے راستے میں خرچ کرنا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور جو تم خرچ کرو گے اس کا اجر اس کے پیچھے آئے گا اور وہ بہترین رازق ہے۔'' (سورۃ سبا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! خرچ کرو میں تیرے اوپر خرچ کروں گا۔'' (ابن ماجہ)

سورۃ الواقعہ کی تلاوت:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہر رات سورۃ الواقعہ کی تلاوت کی، اسے کبھی بھی فاقہ نہ پہنچے گا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو ہر رات اس سورت کی تلاوت کا حکم دیا کرتے تھے۔ (شعب الایمان)

صبح سویرے کام شروع کرنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''رزق کی تلاش اور حلال کمائی کے لئے صبح سویرے ہی چلے جایا کرو کیونکہ کاموں میں برکت اور کشادگی ہوتی ہے یعنی صبح سویرے حلال کمائی کرنے سے رزق میں برکت پڑتی ہے۔

حصولِ علم:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من طلب العلم تكفل الله برزقه۔

ترجمہ: جو شخص طلب علم میں مشغول ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا ضامن ہوتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من غدا فی طلب العلم صلت عليه الملائكة وبورك له في معيشته،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ولم ینقص من رزقہ۔

ترجمہ: جوعلم کی طلب میں نکلتا ہے، فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں، اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے اوراس کے رزق میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت کرنے والوں کو مختلف طریقوں سے روزی پہنچاتا ہے، تیسری صدی ہجری میں چار محدثین بڑے مشہور ہوئے۔ یہ چاروں علم حدیث کے جلیل القدر ائمہ میں شمار ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں:

① محمد بن نصر مرزوی رحمہ اللہ ② محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ

③ محمد بن منذر رحمہ اللہ ④ محمد بن اسحق بن خزیمہ رحمہ اللہ

ان کا عجیب واقعہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے:

یہ چاروں حضرات مشترکہ طور سے حدیث کی خدمت میں مشغول تھے۔ بسا اوقات ان کا علمی خدمات میں انہماک اس قدر بڑھتا کہ فاقوں تک نوبت پہنچ جاتی۔ ایک دن چاروں ایک گھر میں جمع ہو کر احادیث لکھنے میں مشغول تھے، کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ بالآخر طے پایا کہ چاروں میں سے ایک شخص طلب معاش کے لئے باہر نکلے گا تاکہ غذا کا انتظام ہو سکے۔ قرعہ ڈالا گیا تو حضرت محمد بن نصر مرزوی رحمہ اللہ کا نام نکلا۔ انہوں نے طلب معاش کے لئے نکلنے سے پہلے نماز پڑھی اور دعا کرنی شروع کر دی۔ یہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اور مصر کے حکمران احمد بن طولون رحمہ اللہ اپنی قیام گاہ میں آرام کر رہے تھے۔ ان کو سوتے ہوئے خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا خلاصہ یہ تھا کہ محدثین کی خبر لو، ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔

ابن طولون رحمہ اللہ بیدار ہوئے تحقیق کی کہ اس شہر میں محدثین کون کون ہیں؟ لوگوں نے ان حضرات کا بتا دیا۔

احمد بن طولون رحمہ اللہ نے اسی وقت ان کے پاس ایک ہزار دینار بھجوائے اور جس گھر میں وہ خدمت حدیث میں مشغول تھے اسے خرید کر وہاں ایک مسجد بنوادی اور اسے علم حدیث کا مرکز بنا کر اس پر بڑی جائیدادیں وقف کر دیں۔

فائدہ:

جو اللہ تعالیٰ کے دین کے حصول میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کی توجہ اس کی طرف کر دیتے ہیں اور اس کی ایسی مدد فرما دیتے ہیں کہ رہتی دنیا تک اس کی مثال باقی رہتی ہے۔

❀❀❀

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عمل و انعام ساتھ ساتھ

مولوی ذاکراللہ بن بہادر خان
(درجہ دورۂ حدیث)

مادر علمی جامعہ مدنیہ میں استاد محترم، استاذ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن کشمیری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو مدعو کیا گیا۔ آپ نے چار ایسے اعمال ذکر فرمائے جن میں نقد، رب کریم کی طرف سے انعام سے نوازا جاتا ہے۔ وہ اعمال پیش خدمت ہیں، پڑھیے اور عمل کر کے انعامات کے مستحق ٹھہریئے۔

پہلا عمل:

''فَاذْكُرُونِيْ'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم مجھے یاد کرو، یہ ایک عمل ہے اس پر اللہ تعالیٰ تمہیں کیا انعام دیں گے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اذکرکم'' میں تمہیں یاد کروں گا، اگر کوئی طالب علم کسی دوسرے طالب علم سے کہے کہ بھائی میں گزشتہ کل گیا تھا۔ شیخ صاحب کے پاس وہ تمہیں یاد کر رہے تھے۔ تو کتنی خوشی ہوگی تو میرا رب تو تمام عیوب سے پاک ہے، اگر وہ کسی کو یاد کرے گا۔ تو اس کی شان ہی کچھ اور ہوگی۔

اب یہ جاننا چاہئے کہ ''فَاذْكُرُونِيْ'' ہے کیا۔

تو تلاوت قرآن میں ''فَاذْكُرُونِيْ'' ہے۔

صبح اور شام کے مسنون دعائیں بھی ''فَاذْكُرُونِيْ'' ہے۔ اگر ان دو چیزوں کا اہتمام کر لیا جائے تو اللہ رب العزت کی طرف سے ''اَذْكُرْكُمْ'' کا انعام ہوگا۔

دوسرا عمل:

''وَاشْكُرُوْلِيْ'' ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ہر وقت شکر ادا کرنا چاہئے۔ ہر وہ چیز جو سہولت و راحت کا ذریعہ بنے، اس پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں۔ جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کہ ایک مرتبہ کپڑوں کے نہ ہونے کی وجہ سے درسگاہ تشریف نہ لائے، طلباء نے پیسے جمع کر کے کپڑے ان کی خدمت میں پیش کئے۔ اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ اپنے گھر کی لکڑیاں بیچ کر اپنا گزارا کرتے رہے لیکن کبھی ناشکری زیر لب نہ آئی۔ ''لَئِنْ شَكَرْتُمْ'' یہ عمل ہے کہ اگر شکر ادا کرو گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لَاَزِيْدَنَّكُمْ'' میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں گا، یہ انعام ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تیسرا عمل:

''اُدۡعُوۡنِیۡ'' یہ ایک عمل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم مجھ سے دعا مانگو تو اس پر اللہ تعالیٰ انعام کیا دیں گے، ''اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ'' فرمایا: میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔

من فتحت له ابواب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة۔

(الحدیث)

جس آدمی کے لئے دعا کے دروازے کھول دیئے گئے تو یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الۡعِبَادَة۔ (الحدیث)

ترجمہ: عبادت کا مغز دعا ہے۔

اب اہتمام نہ کرنے والے کا اپنا ہی نقصان ہے۔

چوتھا عمل:

استغفار کرو، غلطی و کوتاہی انسان سے ہی ہوتی ہے، مایوس و ناامید نہ ہوں۔ ''وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِيۡهِمۡ'' جب تک حضور ﷺ لوگوں کے درمیان رہیں گے تو کوئی اجتماعی عذاب نہیں آئے گا۔

دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی:

''وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَهُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ''

عذابِ الٰہی سے بچنے کا ذریعہ استغفار ہے، فی زمانہ ہماری پریشانیاں عذاب کی ایک صورت ہے، توبہ و استغفار اور اللہ کے دربار میں معافی مانگنا نجات کا ذریعہ ہے۔

❁❁❁

علم مال سے بہتر ہے کہ وہ تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

متاع طالب علم

محمد اعظم معاویہ
(درجہ خامسہ)

ہر مسلمان کے لئے ایمان کے بعد سب سے اہم چیز علم دین ہے اور علم دین میں سرفہرست سنت نبوی ﷺ ہے اور سنت نبوی ﷺ کا اظہار طالب علم کی ذات سے ہوتا ہے، یہی طالب علم آگے چل کر امت کا مقتدیٰ بنتا ہے اور مقتدیٰ کے اندر تمام اچھی خوبیوں اور صفات کا راسخ ہونا ضروری ہے اور ان تمام اچھی خوبیوں اور صفات کا منبع اور چشمہ حضور اکرم ﷺ کی ذات ٹھہرتی ہے، جن سے یہ چشمے پھوٹتے ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَسَاسُ الْخَيْرِ مُتَابَعَةُ النَّبِيِّ ﷺ۔

ترجمہ: تمام خوبیوں کی جڑ جناب رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے۔

شیخ الاسلام حضرت اقدس مفتی تقی عثمانی صاحب حفظ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ نے اس امت کے آخری دور کی اصلاح کے لئے مجاہدات اور ریاضتوں کے بجائے کچھ آسان طریقے بنائے ان میں سے ایک طریقہ سنت نبوی ﷺ ہے۔ چنانچہ اگر کسی طالب علم نے تمام علوم حاصل کر لئے مگر سنت نبوی ﷺ کو چھوڑ دیا تو تمام علوم کے حصول کے بعد بھی رب کا قرب حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اتباع سنت کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں محبوبیت خداوندی ہے اور محبوبیت کا خاصہ یہ ہے کہ جب ایک طالب علم اتباع سنت کا طریقہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چنانچہ جن کے اندر سے سنت نبوی ﷺ رخصت ہو چکی ہے وہ رب کریم اور اس کے دین سے بہت دور ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت فیوضھم اپنی کتاب ''جہانِ دیدہ'' میں راقم ہیں کہ جامعہ ازہر نے ماضی میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء پیدا کئے اور اس صدی کے آغاز تک اس نے بے دینی کے سیلاب پر بند باندھنے میں بڑی نمایاں خدمات انجام دیں لیکن رفتہ رفتہ ان کا تسلط ہوتا گیا جو مغربی افکار کے سامنے شکست خوردہ اور معذرت خواہانہ طرز فکر کے حامل تھے، اگرچہ ازہر ہی سے ہمیشہ متصلب اور راسخ العلم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرات بھی پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اس طرزِ فکر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن پہلے گروہ کو سرپرستی حاصل رہی، اس لئے وہ ازہر پر چھاتا گیا یہاں تک کہ اس درسگاہ کا بختہ دینی رنگ ماند پڑ گیا۔ اس کا اثر سب سے پہلے یہاں کی عملی فضاء پر پڑا اور زندگی کے ہر شعبے میں اتباع سنت کا وہ اہتمام جو کسی دینی درسگاہ کی سب سے قیمتی متاع ہے۔ رفتہ رفتہ کمزور پڑتا گیا۔ علم و تحقیق میں بھی انحطاط آیا لیکن اس میدان میں پھر بھی ازھر نے کسی درجہ اپنا معیار باقی رکھا مگر اب یہ علم و تحقیق ایک خشک علم و تحقیق ہے جس میں جذبہ عمل شاذونادر ہی دکھائی دیتا ہے، طلبہ اور اساتذہ ہر معاملات اور اخلاق میں دین کی علمبرداری پہلے ہی کم رہ گئی تھی اس کے بعد عبادات کا اہتمام بھی کمزور پڑا، وضع قطع تبدیل ہونے لگی۔ چہروں سے داڑھیاں گھٹتے گھٹتے بے نشاں ہوگئی۔ سروں پر سے عمامے اور جسموں پر جبے باقی رہ گئے تھے، بالآخر وہ بھی رخصت ہو گئے۔ جس طرح ایک عمارت کی قوت اس کے ستونوں میں ہے اور ستونوں کی قوت سیمنٹ میں ہے، بعینہٖ اسی طرح ایک طالب علم کی قوت اس کے عمل میں ہے اور عمل کی قوت سنت نبوی ﷺ میں ہے۔ عمارت بغیر ستون کے کامل نہیں اور طالبعلم کی زندگی بغیر سنت کے ناتمام ناقص ہے۔ حقیقی طالب علم کی پہچان سنت نبوی ﷺ سے معمور ہونے میں مضمر ہے اور ساتھ ساتھ طالب علم سفید لباس سے زین تن ہو، شلوار ٹخنوں سے ذرا اونچی ہو، چہرہ داڑھی کی سنت سے منور ہو۔ تعلق مع اللہ میں دلچسپی ہو، چال میں میانہ روی ہو، لہجہ نہایت ہی نرم ہو، گفتگو میں سلیقہ مندی ہو، اساتذہ کرام کی خدمت سے سرشار ہو، ادب میں بے مثال ہو، عمدہ اخلاق ہوں، دنیا کی مادیات سے مستغنی ہوں، چہرہ ''وَرِضْوَانًا ۚ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ'' کی عملی تفسیر ہو، حتیٰ کہ دل میں آنے والے خیالات اور جذبات بھی پیارے آقا ﷺ کے نقش قدم پر ہوں۔

لہٰذا قارئین! اگر ہماری زندگیاں سیرت نبوی اور تعلیماتِ نبوی ﷺ سے دور ہیں تو ہم عالم کہلانے کے مستحق نہیں۔ اس لئے کہ محبوبیت خداوندی سنت نبوی ﷺ میں ہے۔ عملی مقبولیت کی اصل سنت نبوی ﷺ ہے۔ ایمان کی علامت اور اس کی تکمیل کا ذریعہ سنت نبوی ﷺ ہے، قرب الٰہی کے منزل طے کرانے میں تمام مجاہدات اور مراقبات کا بدل سنت نبوی ﷺ ہے، حتیٰ کہ ہدایت کی کسوٹی سنت نبوی ﷺ ہے۔ کسی نے خوب کہا کہ ؎

کون و مکاں میں روشنی ان کی ازل تا ابد
سلسلہ ان کے تعلّم کا پھیلا کہاں کہاں

کوہ دامن، شجر و حجر، دست چمن، فلک و زمیں
سب میں انہی کی روشنی سب میں وہی ضوفشاں

❁❁❁

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بھائیوں کے چار دلائل

محمد انس (درجہ ثالثہ)

جب سے دنیا بنی ہے حق و باطل کا ٹکراؤ اسی وقت سے ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے اور الیٰ یوم القیامہ یہ سلسلہ چلے گا لیکن یہ بات اظہر من الشّمس ہے اور تاریخ کے اوراق کو پلٹنے کے بعد یہ بات روزعیاں کی طرح مترشح ہوتی ہے کہ باطل جس زمانہ، جس صدی، جس وقت، جس لمحہ اور جس گھڑی بھی آیا ہے، اگرچہ وقتی طور پر بظاہر میدان کا شہسوار نظر آیا ہے لیکن حقیقتاً و دائماً ''قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا'' جیسے نص قطعی اور ''الاسلام لا یعلی ولا یعلی علیہ'' جیسے لاریب قول سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ فتح و نصرت ہمیشہ حق کے ماتھے کا جھومر ہوتا ہے، اگرچہ نظام حق ظاہراً عدم وسائل سے متصف ہی کیوں نہ ہو۔ حق و باطل کا ٹکراؤ دو طرح کا ہوتا ہے (اولاً) میدان کارزار (دوم) میدان دلائل ان دونوں میدانوں کا شہوار ہمیشہ حق ہی رہا ہے اور ہوگا بھی، ان شاء اللہ ہمارا اور بعض لوگوں کا (اختلاف چونکہ عقائد کا ہے) مثلاً علم غیب، حاضر و ناظر، مختار کل اور نور و بشر اسی سلسلے کی ایک کڑی درج ذیل مضمون میں (حاضر و ناظر) کو بالدلائل ثابت کیا جا رہا ہے۔

عقیدۂ مسئلہ حاضر و ناظر:

بھائی آپ ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ہر جگہ موجود ہے، اس کی وہ چار دلیلیں دیں گے۔

دلیل نمبر ①:

کہتے ہیں کہ تم شیطان کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانتے ہو اور آپ ﷺ کو نہیں مانتے تو کیا شیطان (نعوذ باللہ) آپ ﷺ سے زیادہ مرتبہ والا ہے کیا؟

تحقیقی جواب:

① آپ حضرات شیطان کو مقیس علیہ اور حضور ﷺ کو مقیس بنا رہے ہیں کہ شیطان کے موجود ہونے پر حضور ﷺ کو موجود مان رہے ہیں تو مقیس علیہ اور مقیس میں مطابقت ضروری ہے تو کیا (نعوذ باللہ) آپ حضور ﷺ کو شیطان کے مطابق کریں گے۔

② یہ مسئلہ عقائد میں سے ہے اور عقائد کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ ''العقائد لا یثبت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بالقیاس'' کہ عقائد قیاس سے ثابت نہیں ہوتے۔

③ مقیس علیہ کا متفق علیہ ہونا ضروری ہے یعنی فریقین میں سے ہر ایک مقیس علیہ کو مانتا ہو اور ہم آپ کے مقیس علیہ کو نہیں مانتے کہ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

دوسری دلیل:

کہتے ہیں کہ جب قبر میں فرشتے آپ ﷺ کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں: ''ماذا تقول فی ھذا الرجل'' تو ''ھٰذا'' کا استعمال کرتے ہیں۔

قاعدہ: ''ھٰذا'' کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ محسوس و مبصر و موجود کے لئے آتا ہے تو یہ ہر قبر میں پوچھتے ہیں تو آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہوئے۔

جواب ①: پہلی بات تو یہ کہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جہاں سے آپ آئے اور جس بندے نے آپ کی راہنمائی کی اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب ②: دوسری بات یہ کہ جب آپ ﷺ کے صحابہ شام کی طرف گئے ہرقل کے پاس، تو ابوسفیان بھی وہاں موجود تھے تو ابوسفیان نے ہرقل سے کہا کہ یہ لوگ اپنا مذہب چھوڑ کر بے دین ہو گئے ہیں تو غالباً جعفر دلیارضی نے اپنا مدعی پیش کیا، ہرقل نے دونوں کو جمع کر کے دونوں سے سوالات کئے تو ایک ترجمان کو بلایا اس لئے کہ ہرقل کو عربی میں آتی تھی اور کہا ''ایکم اقرب نبیا بھذا الرجل الذی یزعم انہ نبی'' تو اس وقت حضور ﷺ موجود نہیں تھے تو لفظ ''ھذا'' کا استعمال ہوا یا نہیں۔ تو پتا چلا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے یہ قاعدہ اکثر ٹوٹ جاتا ہے اور یہاں آپ کی دلیل میں بھی یہی ہوا ہے۔

تیسری دلیل:

وہ فرماتے ہیں: ''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوٰتُ ... اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ'' میں ''عَلَیْكَ'' ك ضمیر خطاب کے لئے آتی ہے، ''اَیُّھَا'' میں منادی بھی ہے جو کہ سامنے موجود ہو اس کے لئے آتا ہے تو اس سے پتا چلا کہ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

جواب: ایک کلام ہوتا ہے حکایۃً اور ایک ہوتا ہے انشاءاً تو جس کلام میں مخاطب کا موجود ہونا ضروری ہے وہ انشاء کلام ہے، کلام حکایۃ میں مخاطب کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔

کلام حکایۃ کی مثال:

مثلاً میں زید کو کہوں کہ زید جا کر عثمان کو کہو کہ اے عثمان میرے لئے پانی لے آؤ تو عثمان تو موجود نہیں ہے لیکن مخاطب و منادی پھر بھی آیا ہے تو کلام حکایۃ میں مخاطب کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کلام انشاء کی مثال:

مثلاً میں زید کو کہوں کہ اے زید پانی لے آؤ تو اب اس انشاء کلام میں مخاطب کا موجود ہونا ضروری ہے۔

فائدہ: قرآن پورا کا پورا حکایۃ ہے، اگر کوئی شخص نماز میں انشاء قرأۃ کرے تو اس کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

قرآن سے مثالیں:

وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ۔ حرف نداء آیا ہے کیا فرعون موجود ہے۔

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي میں ''ارض'' پر حرف نداء ہے تو کیا وہ زمین ابھی بھی موجود ہے۔

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا میں حرف نداء ہے تو کیا بنی اسرائیل موجود ہے۔

خلاصۂ کلام:

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ آپ نے جو مثال دی ہے تو اس سے کلام حکایۃ مراد ہے اور حکایۃ میں مخاطب کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے تو آپ کی مثال سے آپ ﷺ کا موجود ہونا لازم نہیں آتا۔

چوتھی دلیل:

وہ کہتے ہیں کہ شاہد اور مشہود کا ایک جگہ پر ہونا ضروری ہے اور کہتے ہیں کہ ''إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا'' کہ رسول ﷺ شاہد ہیں اور زمانہ مشہود ہے، تو زمانہ موجود ہے اس لئے آپ ﷺ بھی ہر جگہ موجود ہیں۔

اہلسنّت والجماعت احناف علماء دیوبند کے نزدیک شاہد اور مشہود کا ایک جگہ پر ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ بسا اوقات اس چیز کی بھی گواہی دے دی جاتی ہے جو حد یقین اور تواتر کو پہنچ گئی ہو، جیسے ہم کہتے ہیں کہ انگریز افغانستان سے ذلیل ہوکر چلا گیا تو ہم نے دیکھا تو نہیں ہے، پھر بھی گواہی دے دیتے ہیں اس لئے کہ یہ خبر حد یقین اور تواتر کو پہنچ گئی ہے۔

قرآنی دلائل:

''وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا'' یوسف علیہ السلام کے گواہ کو شاہد کہا تو کیا اس کو بھی ہر جگہ موجود مانتے ہو۔

''وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ'' یہاں پر امت کو شاہد کہا تو کیا پوری امت کو حاضر و ناضر مانتے ہو۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ان کی آیت کا توڑ:

آپ نے جو آیت پیش کی: ''اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا'' یہ اشارۃ النص ہے اور ہم آپ کو عبارۃ النص دکھاتے ہیں: ''وَمَا کُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''اے نبی آپ شاہدین میں سے نہیں ہیں'' تو عبارۃ النص اور اشارۃ النص میں ٹکراؤ آجائے تو عبارۃ النص کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہم نے عبارۃ النص ذکر کیا ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے۔

اسی طرح یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے جگہ خفی چھوڑو یہاں پر آپ ﷺ اکر کھڑے ہوں گے تو جہاں پر انبیاء جمع ہوئے اللہ نے وہاں پر فرمایا کہ قرآن والا آگے آئے تو انبیاء میں قرآن اور قرآن والے آگے تھا تو بھلا تجھ جیسے کے پیچھے قرآن والا آئے گا کیا؟

ایک سوال:

تم جو حضور ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے ہو تو قرآن میں ہے: ''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ'' تو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اگر نبی موجود ہے تو پھر سنتے بھی ہوں گے تو تم اتنا چلا کر اپنی تقریریں کیوں کرتے ہو؟ کیوں بلند آواز میں باتیں کرتے ہو؟

❁❁❁

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

علم زندگی بھر کا روگ ہے

محمد خزیمہ
درجہ ثالثہ

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِي الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ؕ

علم ہر ذی بشر، بادشاہ ہو یا فقیر، مرد ہو یا عورت سبھی کے لئے بنیادی ضرورت ہے۔ انسان کو بقیہ تمام مخلوقات سے امتیاز علم کی بدولت ہی ہے۔ یہ باشعور اقوام و معاشرے کی تکمیل و ترقی کا ضامن ہے۔ علم وہ قیمتی اثاثہ ہے جو اشرف المخلوقات کے کردار کو تعمیر کرتا ہے، اس عالم انسانی میں ہر چیز کی اختتامی حد مقرر ہے لیکن علم وہ بیش بہا لازوال سرمایہ ہے اگر کوئی اسے انسانیت میں تقسیم کرنے لگ جائے تو اس کا وقت اختتام پر پہنچ سکتا ہے۔ اس کی عمر رواں اختتامی دہانے پر پہنچ سکتی ہے لیکن علم اپنی جگہ لبریز رہتا ہے۔

علم کے گلدستہ سے صحیح معنوں میں خوشبو حاصل کرنے سے ہی پوری فضا کو معطر کیا جا سکتا ہے۔ جس کو علم کی لذت حاصل ہو جائے تو اسے دن و رات، راحت و آرام، تندرستی و بیماری الغرض کوئی چیز معنی نہیں رکھتی۔

جو لوگ نور ایمان سے منور ہو کر علم سے کام لیتے ہیں ان کے لئے احکم الحاکمین نے فرمایا:

يَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ ۙ وَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ

خاتم المعصومین ﷺ نے ارشاد فرمایا: روز قیامت علماء کے قلم کی سیاہی اور شہداء کے خون کو تولا جائے گا۔

قارئین! اسی وجہ سے ہمارے اکابرین نے حصولِ علم اور تعلیم و تعلم کو زندگی بھر کا روگ بنا لیا۔

مرض الوفات میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی عیادت کے لئے ابراہیم ابن الجراح تشریف لائے تو ان پر غشی طاری تھی، افاقہ ہوتے ہی فرمانے لگے، حاجی کے لئے پیدل رمی کرنا افضل ہے یا سوار ہو کر۔ علم سے لگاؤ و انسیت کا بے ساختہ منہ بولتا ثبوت ہے۔

ایک شخص نے امام محمد رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا انتقال کیسے ہوا؟ فرمانے لگے کتاب المکاتب کے ایک مسئلہ میں غور و خوض کرتے ہوئے روح پرواز ہو گئی۔

امام محمد رحمہ اللہ کو تیس ہزار درہم ترکہ میں اپنے والد صاحب کی جانب سے سپرد ہوئے، نصف دراہم لغات نحو و اشعار کی تحصیل میں صرف کئے باقی دراہم احادیث کی طلب میں خرچ فرمائے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد
کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم
انک حمید مجید
اللّٰھم بارک علی محمد و علی آل محمد
کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم
انک حمید مجید

امام شافعی رحمہ اللہ سے ایک شخص دریافت کرتا ہے کہ حصولِ علم کے لئے جستجو وطلب کیسی ہونی چاہئے؟ فرمانے لگے: اس عورت جیسی جس کا اکلوتا لڑکا ہو وہ گم ہو جائے جس کے فراق میں حیران وسرگرداں پھرتی رہے۔

امام طبرانی مشہور محدث ہیں۔ بہت سی تصنیفات قلمبند کی ہیں، کسی نے ان کی کثرت تصانیف کو دیکھ کر پوچھا کہ کس طرح لکھیں۔ کہنے لگے تیس برس زنبیل پر گزار دیئے یعنی دن ورات زنبیل پر پڑے رہتے تھے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ زندگی کے آخری ایام میں جب حرکت ید کی استطاعت نہ رہی تو فراش پر لیٹے ہوئے سامنے کرسی پر کتاب کھلی ہوئی کھڑی رہتی، جب پورے صفحے کا مطالعہ فرما لیتے تو ورق تبدیل کرنے کے لئے کسی شخص کو اشارہ فرما دیتے۔

حقیقی علم کا طلب گار کبھی سیر نہیں ہوتا۔ علم کی طلب جوں جوں ترقی کی طرف گامزن ہوتی رہتی ہے اس کی پیاس بڑھتی جاتی ہے، کسی مقام پر سیرابی نہیں ہوتی بلکہ اندر سے ’’ھل من مزید‘‘ کی صدا آتی۔ پھلوں سے لدی شاخ ہمیشہ جھکی رہتی ہے۔

❁❁❁

جب تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو پھر کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کون تمہارے خلاف ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولوی محمد حارث امین (درجہ دورۂ حدیث)

اقوالِ زرّیں

① آدمی کو پسند نہیں ہوتا کہ اس کی برائی کا چرچہ ہو۔

② راز ایک قیدی ہے، اگر آپ بتاؤ گے تو خود اس کے غلام بن جاؤ گے۔

③ پہلے تولو، پھر بولو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے:

”مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ“

④ جب انسان عاجز ہوجاتا ہے تو اس کی زبان دراز ہوجاتی ہے۔ جیسے عاجز بلی کتے پر حملہ کردیتی ہے:

”اذا يئس الانسان طال لسانه كسنوی مغلوب يصول علی اكلب“

⑤ وقت کی قدر کرنے والے ہمیشہ باقدر بنے ہیں۔

⑥ اچھا عمل انسان کا زیور ہے جو جتنا چاہے آخرت کے لئے جمع کرے۔

⑦ گناہوں کی نحوست تمہیں اعمال سے دور کرے گی۔

⑧ زندگی بے بندگی شرمندگی، آخرت بے بخشگی افسردگی۔

⑨ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرو تاکہ خالق تم سے محبت کرے۔

⑩ اس علم کا کوئی فائدہ نہیں جس پر عمل نہ کیا جائے۔

⑪ ”اقلّ جبال الارض طور وأنه لاعظم عند الله قدر ومنزلا“

روئے زمین کے پہاڑوں میں سب سے چھوٹا پہاڑ طور ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نزدیک اس کی قدر و منزلت بہت بڑی ہے۔

⑫ شریر کی کوئی اچھی بات دیکھو تو اس سے دھوکہ نہ کھاؤ، شریف سے کوئی غلطی ہوجائے تو اس سے متنفر نہ ہو۔

⑬ بخیل دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرے گا اور عاقبت میں امیروں کا سا حساب بھگتے گا۔

⑭ بوڑھے کی رائے جوان کی قوت و زور سے زیادہ اچھی ہے۔

⑮ جس کے اپنے خیالات میں برائی ہوتی ہے اس میں دوسروں کی بہ نسبت بدظنی زیادہ ہوتی ہے۔

⑯ مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو برائی کی طرح مخفی رکھے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۱۷) گونگا پن اپنی عادت، گمنامی اپنا لباس اور مخلوق سے گریز اپنا مقصود بنالے۔
(۱۸) جو رکھتا ہے آخرت، دنیا سے بہتر وہ سب احتیاطیں کر سکتا ہے۔
(۱۹) خوفِ الٰہی بقدر علم ہوتا ہے اور بے خوفی بقدر جہالت۔
(۲۰) عقلمند عطار کی ڈبیہ کی طرح خاموش مگر باہنر ہوتا ہے۔
(۲۱) اگر روزی کا انحصار عقلمندی پر ہوتا ہے تو بے وقوف سے زیادہ کوئی مفلس نہ ہوتا۔
(۲۲) جس پر نصیحت اثر نہ کرے تو جان لے کہ اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔
(۲۳) جو اپنے نفس کو نصیحت کرتا رہا وہ سمجھ لے خدا نے اس پر بہت رحم کیا۔
(۲۴) جو شخص اپنے باپ کی موت کے بعد بھی نصیحت کا محتاج ہو، اس پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔
(۲۵) جو نصیحت نہیں سنتا وہ لعنت و ملامت سننے کا شوقین ہے۔
(۲۶) سب سے افضل عبادت نفس کی مخالفت ہے۔
(۲۷) غنی وہ ہے جس کا دل اللہ کے سوا ہر چیز خالی ہو۔
(۲۸) موت تکلیف دہ ہے مگر اتنی نہیں جتنی زندگی۔
(۲۹) خالی تمنا حماقت کا جنگل ہے جس میں احمق ہی مارا مارا پھرتا ہے۔
(۳۰) بہترین عمل دوسروں کو دینا ہے نہ کہ دوسروں سے لینا۔
(۳۱) وہ شخص بے دین ہے جس میں دیانتداری نہیں۔
(۳۲) خوش بخت کو آخرت اور بد بخت کو دنیا کا غم ہوتا ہے۔
(۳۳) تمہیں اس دن پر رونا چاہئے جو نیکی کے بغیر گزار دیا۔
(۳۴) انسان کی بے غرض خدمت کرنا انسانیت کی معراج ہے۔
(۳۵) علم خواہ کتنا ہی زیادہ حاصل ہو جائے ہمیشہ اس کو تھوڑا خیال کرو۔
(۳۶) انسان کے ارمانوں کی حد قبر میں جا کر ختم ہو جاتی ہے۔
(۳۷) انسان کو ہر روز اپنے عمل کا جائزہ لینا چاہئے۔
(۳۸) اچھا دوست خدا کا دیا ہوا بہترین تحفہ ہے۔
(۳۹) غنی وہ ہے جس کا دل اللہ کے سوا ہر چیز سے خالی ہے۔
(۴۰) قوت فی العمل یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھے جائیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سند فراغت پانے والو!

سند فراغت پانے والو!
تمہیں مبارک یہ دن خوشی کا
جانے کہاں اب منزل کسی کی؟
جانے کہاں اب مسکن کسی کا؟
جو دن گزارے تم نے یہاں پر
وہی اثاثہ ہے زندگی کا
وہ یاد کرنا، کبھی نہ کرنا
وہ اپنی باری میں سب کا ڈرنا
دنوں کا یوں ہی پل بھر گزرنا
وہ امتحانوں کی رات پڑھنا
تمہارے ہاتھوں میں جو قلم ہے
تمہاری عظمت کا وہ علم ہے
تم اپنی ہمت بلند رکھنا
نہ دل کی آنکھوں کو بند رکھنا
قرآن و سنت کے تم محافظ
تم ہی تو دین کے محافظ
تم اپنے مدرسے کو یاد رکھنا
تم اپنے مدرسے کی لاج رکھنا
ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا
جو کچھ ہوا ہو تو معاف کرنا

جو دن گزارے تم نے یہاں پر
وہی اثاثہ ہے زندگی کا

انتخاب: لقمان بن خالد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

الوداع دوست

کوئی ہار گیا، کوئی جیت گیا — یہ سال بھی آخر بیت گیا
کبھی سپنے سجائے آنکھوں میں — کبھی بیت گئے پل باتوں میں
کچھ تلخ سے لمحات بھی تھے — کچھ حادثے اور صدمات بھی تھے
کچھ بے رخی کچھ بے چینی — کچھ من میں سمٹی ویرانی
پھر اب کے برس اے دوست مرے — اللہ سے دعا یہ مانگی ہے
کوئی روگ نہ تجھے راس گزرے — کوئی شخص نہ تجھ سے گِلا کرے
تو خوش رہے، آباد رہے — تو خوش رہے، آباد رہے
تو جو چاہے وہ ہوجائے — تو جو مانگے وہ مل جائے

تیری معاف وہ ہر اک خطا کرے
تجھے ایسے ہی وہ عطا کرے

انتخاب: لقمان بن خالد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فضلاء کرام

۱۴۴۶ھ بمطابق 2025ء

(1) نام: لقمان بن خالد

پتہ: بلاک H، نارتھ ناظم آباد، کراچی

فون نمبر: 0311-3337584

(2) نام: محمد اسجد

پتہ: 5AL/8، قصبہ کالونی، کراچی

فون نمبر: 0311-1244585

(3) نام: محمد دانیال مصطفیٰ

پتہ: بلاک D، نارتھ ناظم آباد، کراچی

فون نمبر: 0318-2470965

(4) نام: شاہ فیصل

پتہ: بلاک S، نارتھ ناظم آباد، کراچی

فون نمبر: 0310-2525204

(5) نام: محمد عدنان

پتہ: مکان نمبر 75، جناح روڈ، کراچی

فون نمبر: 0318-2897024

(6) نام: محمد حارث

پتہ: امن چوک، خیر آباد

فون نمبر: 0330-8310699

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(7) نام: عبدالودود
پتہ: کلّی سعید آباد، ضلع خاران
فون نمبر: 0321-8186908

(8) نام: سید محمد انس حسن
پتہ: R-205، سیکٹر 10، نارتھ کراچی
فون نمبر: 0310-2848822

(9) نام: محمد عمیر
پتہ: 1J 33/8، ناظم آباد نمبر 1، کراچی
فون نمبر: 0317-1074435

(10) نام: محمد شعیب پراچہ
پتہ: C-82، بلاک I، نارتھ ناظم آباد، کراچی
فون نمبر: 0319-3894923

(11) نام: احمد قریشی
پتہ: D-319، اردو چوک، اورنگی ٹاؤن، کراچی
فون نمبر: 0315-8982128

(12) نام: محمد وہاج بابر
پتہ: KMC-25، سیکٹر 11، اورنگی ٹاؤن، کراچی
فون نمبر: 0311-2393957

(13) نام: نعمان علی
پتہ: محمد خان کالونی، خیبر چوک، اتحاد ٹاؤن
فون نمبر: 0322-0088646

(14) نام: محمد حنظلہ
پتہ: A-212، بلاک I، نارتھ ناظم آباد، کراچی
فون نمبر: 0340-2025999

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(15) نام: محمد سہیل عامر
پتہ: 1J32/1، بلاک I، ناظم آباد، کراچی
فون نمبر: 0306-7741100

(16) نام: ذاکر اللہ
پتہ: برکلے خوازہ خیلہ ضلع سوات
فون نمبر: 0340-2582764

(17) نام: عامر سعید
پتہ: 392، سیکٹر 12، اورنگی ٹاؤن، کراچی
فون نمبر: 0317-1011921

(18) نام: وحید اللہ

(19) نام: عبداللہ اسلم
پتہ: A1-98، بلاک 5، نارتھ ناظم آباد، کراچی
فون نمبر: 0336-2212492

(20) نام: زکریا عالم
پتہ: K-78، سیکٹر 16، اورنگی ٹاؤن، کراچی
فون نمبر: 0310-2909414

(21) نام: عبداللہ سجاد

(22) نام: اسامہ احمد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com